

کلمات قدسیہ

معروف بہ

فیض نقشبندیہ

سید شرافت نوشاہی

ادارہ معارف نوشاہیہ اعظمیہ

پھیاری شریف

مزید کے - ضلع شیخوپورہ

## جملہ حقوق محفوظ ہیں

53434

نام کتاب ، کلمات قدسیہ معروف بہ فیض نقشبندیہ

نام مصنف ، مولانا ابوالظفر سید شریف احمد شرافت نوشاہی مقیم  
آستانہ عالیہ حضرت نوشہ گنج بخش ساہن پال شریف ضلع گجرات

تصنیف ، ۱۰ محرم ۱۳۲۶ھ

تکمیل و حواشی ، ۱۳۹۱ھ

طباعت ، ۱۳۹۲ھ

ناشران ، مختار علی سندھو ، ملک ضیاء اللہ

کتاب ، قمر عظیم نوشاہی

مطبوع ، اردو ڈائجسٹ پرنٹرز لاہور

تعداد ، پانچسو

قیمت ، دو روپے

ملے کا پتہ

ارادارہ معارف نوشاہیہ اعظمیہ سچاری سٹریٹ بازار نوشہ پیر پیرا منڈی مریدکے

۲۰ مختار علی سندھو کینال پارک منڈی مریدکے

۳۰ محمد اسلم سلیم نوشاہی، نوشاہی سٹریٹ، نوشہ بازار، پیرا منڈی مریدکے، ضلع شیخوپورہ

آیات اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون

کلمات قدسیہ

معروف بہ

# فیض نقشبندیہ

در نصائح و مواعظ

قدوة السالکین، عمدة الصالحین حضرت میاں شہر محمد نقشبندی مجددی  
شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۳ ربيع الاول ۱۳۴۶ھ

تصنیف

مولانا ابوالظفر سید شریف احمد شرافت قادری نوشاہی مدظلہ العالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ

رسالہ "کلمات قدسیہ" ایک ملاقات ہے فقر کے دو جلیل القدر خاندانوں کے عظیم راہنماؤں کی جن کی منفرد حیثیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ان میں ایک تو شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات ہے جو صاحب حال بھی تھے اور صاحب معرفت بھی اور دوسرے حضرت سید شریف احمد صاحب شرافت نوشاہی سہنپالوی ہیں۔ ان میں سے اول الذکر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے منسلک ہیں اور نومبر الذکر سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ کے چشم و چراغ ہیں۔ ان ہر دو حضرات کی ملاقات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں حضرات عرصہ سے ایک دوسرے سے ملنے کے خواہشمند تھے اور ان کی آپس میں تواضع اور محبت ایک تصدیق ہے ان کلمات کی جو حضرت "میاں صاحب" نے اثنائے گفتگو میں فرمائے کہ فقراء کے ہر چہار سلاسل ایک ہی ہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں۔ یہاں تک کہ جب ایک نو آموز مرید "میاں صاحب" سے بذریعہ خط استفسار کرتا ہے کہ آپ کی مسجد کے محراب پر "یا شیخ عبدالقادر شیاً للہ کیوں لکھا ہوا ہے جبکہ آپ نقشبندی طریقت

میں منسلک ہیں اور یہ وظیفہ حضرات قادر یہ کا ہے تو آپ نے اس کے جواب میں جو کلمات تحریر فرمائے وہ فقر کی یادوں میں انمٹ نقوش چھوڑ گئے ہیں اور انہیں اگر کتاب عشق میں آب زر سے لکھا جائے تو بھی انکا صحیح اندازہ قدر و منزلت نہیں ہو سکے گا۔ آپ نے خط کے جواب میں فصاحت و بلاغت کے عروج کمال کو چند جامع کلمات میں ادا فرمایا۔

حضرت میاں صاحبؒ کے تصرفات اور کرامات میں ایک یہ بھی اضافہ ہوا ہے کہ مجھے اس خط کی اصل دستیاب ہو گئی ہے اور بفضلہ تعالیٰ اپنی آنکھوں سے حضرت میاں صاحبؒ موصوف کے اپنے دست مبارک سے لکھے ہوئے الفاظ کو دیکھ کر اپنے دل کی آنکھوں کو منور کر چکا ہوں۔ میں نے شائقین اور عشاق کے ذوق نظر اور اشتیاق دید کے لئے اس خط کی فوٹو سٹیٹ کاپی کا اہتمام کر کے اسے صفحہ نمبر ۴ پر شامل کر دیا ہے۔ جو کہ ایک طرف تو حضرت موصوف کے نمونہ تحریر کے متعلق بطور یادگار رہیگا اور دوسری طرف حضرت میاں صاحبؒ کی عقیدت بحضور غوثیت مآب کی تصدیق پیش کرتا رہے گا اور عین اسی طرح جس طرح حضرت مجدد الف ثانی سرسندی رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود نقشبندی ہونے کے اپنے علوم مرتبت کو عنایت غوث الثقلین سے وابستہ فرمایا اور مکتوبات شریف کی دوسری جلد کے خاتمہ پر جہاں حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کا ترجمہ کرتے ہیں فرماتے ہیں

کہ جس طرح حضور غوثیت مآب کا سورج قیامت تک درخشندہ و تابندہ رہے گا اسی طرح اب میرا سورج بھی روشن رہے گا۔ کیونکہ مجھے روشنی حضور سے حاصل ہوئی ہے۔ عین اسی طرح حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روشنی بھی قائم رہے گی۔ کیونکہ حضرت نے یہ فرمایا کہ ”اس کا ثبوت قادری قلندروں سے لیں“ حضور کے ساتھ اپنے آپ کو منسلک کر لیا اور چونکہ نور کی محبت منور کر دیتی ہے اس لئے ابدی انوار و تجلیات کا مرکز بن گئے ہیں۔

طلاقات زیر نظر کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضرت شیر بانی سلوک و معرفت کی منازل کے اسانڈہ میں شامل ہیں اور جس طریق سے طالبان حق کو رشد و ہدایت کی تلقین فرماتے ہیں وہ انہی کا حصہ ہے۔ دیکھئے جب ایک شخص جو کسی گاؤں میں امام مسجد تھا نصیحت کا خواستگار ہوتا ہے تو اسکو فرماتے ہیں۔ نماز کا ترجمہ یاد کرو اور سوچ کر نماز پڑھا کرو اور فقہ کی عام فہم کتب ”روشدل“۔ ”نجات المؤمنین“ اور ”کی روٹی“ وغیرہ کے مسائل اذہر کرنے کی تاکید کرتے ہیں۔ جب والدین کے متعلق استفسار فرمایا اور سائل نے جواب میں ”والدفوت ہو چکا ہے اور والدہ زندہ ہے“ کہا تو فرمایا کہ ادب سے کہو ”والدہ صاحبہ زندہ ہیں۔ تم صدق دل سے اپنی والدہ کی خدمت کیا کرو اور تعظیم و تکریم کو خاص طور پر ملحوظ رکھا کرو۔ تمہاری عبادت گھر ہی میں ہے تمہیں کسی دوسرے کے پاس جانے کی کیا حاجت ہے؟ اس تلقین پر عمل پیرا ہو کر اگر اس امام مسجد

کو ولی اللہ کا مرتبہ حاصل نہیں ہوا ہوگا تو یہ اس کی بد قسمتی نہیں تو اور کیا ہے ؟  
 کیونکہ جس بیج پر اُسے یہ نصیحت کی گئی تھی یہ رشد و ہدایت کی صنف میں اپنی  
 مثال آپ ہے اور یہ ایک مرد حق آگاہ ہی کا حصہ سے۔ ورنہ آج ماں باپ کی  
 تعظیم کو کون درخور اعتنا سمجھتا ہے۔ اور آج ”روشن دل“ ”نجات المؤمنین“ اور  
 ”پکی روٹی“ کے مسائل جاننے والے کو کون عالم مانتا ہے آج تو صرف نزاری مسائل  
 کے جاننے والے کو عالم سمجھا جاتا ہے اور ایسے ہی مسائل کی تعلیم کے حصول کی  
 تاکید کی جاتی ہے۔ آج کون پیر کہتا ہے کہ تم والدہ کی خدمت دل سے کرو تمہاری  
 عبادت گھر ہی میں ہے۔ تمہیں کسی دوسرے کے پاس جانے کی حاجت نہیں۔ باوجود  
 اس علم و تربیت کے کہ حضرت شیر ربانی کے فیضان سے ایک زمانہ فیضیاب ہے  
 اور ایک دنیا ان سے دامان عقیدت باندھے ہوئے ہے انکی منکسر المزاجی اور تواضع  
 کا اندازہ ان کے اس جواب سے ہوتا ہے۔ جو انہوں نے چوہدری رحمت خاں نوشاہی  
 معروف آبادی کو دیا۔ جب چوہدری صاحب نے کہا کہ دعا کے لئے حاضر ہوا ہوں  
 تو حضرت میاں صاحب نے فرمایا نہ میں بزرگ ہوں نہ مولوی ہوں نہ ولی ہوں  
 مجھ میں کوئی خصوصیت نہیں اور خداوند تعالیٰ تو ہر ایک شخص کی دعا سن لیتا ہے۔  
 حضرت قطب الاقطاب مرشدی و مولائی جناب سرکار نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ  
 علیہ سے حسن عقیدت کے لئے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ ایک  
 یادگار کے طور پر دل کی گہرائیوں میں بستے رہیں گے جو حضرت شرافت صاحب قبلہ

سے یوں منقول ہیں۔ یہ سُن کر کہ درگاہ عالیہ حضرت نوشتہ گنج بخشؒ سے آیا ہوں تو حضرت نوشتہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی سُکر میت خوش ہوئے اور فرمایا :-

”حضرت نوشاہ عالیجاہ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان بغداد والی سرکار کا خاندان ہے یہ طریق تمام قادریہ طریقوں سے بہتر ہے۔ مگر تعجب ہے کہ باوجود صوفی و متشرع ہونے کے سماع سے بھی ذوق رکھتے ہیں“

غرضیکہ یہ رسالہ طریقت سے محبت رکھنے والے اصحاب کے لئے ایک گر انقدر سرمایہ ہے۔ مجھے یقین و اتق ہے کہ عاشقان شیر ربانی اور محبان حضرت نوشاہ لاثانی حضرت شرافت صاحب کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کرنے سے سر موگرنہ نہیں کریں گے۔ کیونکہ انہوں نے اس بے نظیر ملاقات کو ضبط تحریر میں لا کر جو احسان اہل دل پر کیا ہے اس سے صاحب بصیرت اصحاب ہمیشہ استفادہ کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ قبولیت عام عطا فرمائے۔ بفضلہ وبینہ۔

خاک پائے اہل اللہ

جمعرات

محمد لطیف زار قادری نوشاہی

مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۶۲ء

بمطابق ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۹۲ھ

نوشاہی منزل محمدی پارک

۱۹ سادون ۲۰۲۹ء بکری

راجگڑھ لاہور



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله العلی العظیم ، والصلوة والسلام علی

نبیہ الکریم ، وعلی آلہ واصحابہ مع التسلیم

اما بعد

خادم اہل اللہ فقیر سید شریف احمد شرافت نوشاہی ساہنپالی عفا اللہ عنہ ۔  
بخدمت اصحاب طریقت عرض کرتا ہے کہ ایک عرصے سے سننے میں آ رہا تھا کہ قصبہ  
شترچور ضلع شیخوپورہ میں نقشبندیہ سلسلہ کے ایک بزرگ حضرت میاں شیر محمد قیام پذیر  
ہیں جو صاحب کمال درویش ہیں جن کے فیوض و برکات سے خلق خدا مستفیض ہو رہی  
ہے اور وہ غیر شرع لوگوں سے التفات نہیں فرماتے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ سن  
کر میرے دل میں اشتیاق زیارت اور شوق ملاقات پھلنے اور روز افزوں ترقی کرنے  
لگا۔ چنانچہ میرے والد بزرگوار حضرت سید شاہ غلام مصطفیٰ اوام اللہ برکاتہ مضافات  
وزیر آباد میں مع درویشاں سائیں فرمان علی خیر کتومی اور سائیں خدا بخش وڑائچا نوالی  
کے سفر پر تشریف لے گئے۔ میں بھی ان کے ہمراہ تھا اور موضع سرانوالی متصل دھول  
قیام کیا۔ ایک روز چوہدری رحمت خاں ولد الہی بخش وڑائچ معروف آبادی بغرض  
ملاقات وہاں حاضر ہوا۔ جو میرے جد امجد حضرت سید حافظ محمد شاہ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ  
کا مرید صادق راسخ الاعتقاد اور اہل تقویٰ و طہارت ہے اور موجودہ وقت میں موضع  
ونوٹیاں والی ضلع شیخوپورہ میں سکونت گزین ہے۔ اس نے اتنائے کلام میں میاں صاحب

شرقپوری کی زیارت سے مشرف ہونے کا ارادہ ظاہر کیا اور اجازت طلب کی والد محترم  
 نے اس کو اجازت دے دی۔ اور مجھے بھی ارشاد فرمایا کہ تم بھی چوہدری کے ساتھ جاؤ  
 اور زیارت کا شرف حاصل کرو۔ چنانچہ ہم ہم محرم الحرام ۱۳۴۶ھ کو کسٹیشن دھونگل  
 سے ریل پر سوار ہوئے گاڑی پر میاں نواب علی صاحب سجادہ نشین نوشہروی کی  
 ملاقات بھی ہوئی وہ منڈی مرید کی اتر گئے اور ہم لاہور پہنچے۔ اور وہاں سے لاری پر  
 سوار ہو کر دوپہر کو شرقپور وارد ہوئے۔ دوپہر درگاہ حضرت شاہ مراد نوشاہی پرگناری  
 میاں حکیم نیک محمد صاحب نوشاہی سجادہ نشین اور مولوی محمد حیات صاحب نوشاہی  
 متولی و خطیب جامع مسجد شرقپور نے ہماری بے حد خاطر و مدارت کی۔ ظہر کی نماز وہیں  
 ادا کر کے ہم حضرت میاں صاحب شرقپوری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت موصوف  
 چار مولوی صورت اشخاص کے ساتھ دروازہ سے باہر کھڑے تھے۔ باوجودیکہ اس سے  
 قبل میں نے انہیں کبھی نہ دیکھا تھا آپ کے نورانی چہرہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ اور  
 السلام علیکم کہا۔ آپ نے نہایت خلق سے وعلیکم السلام فرمایا۔ ہم دونوں  
 اندر جا کر جنوبی دیوار کی طرف پشت کر کے شمال روید ووزا لوبیٹھ گئے پھر عقیدتمند  
 اصحاب فرداً فرداً آنا شروع ہوئے۔ اور چند منٹ میں وہ کمرہ آدمیوں سے بھر گیا اور  
 سب حلقہ کی صورت میں بیٹھ گئے۔ آپ کا طریقہ یہ ہے کہ ہر شخص کے سامنے گھٹنوں  
 سے گھٹنے ملا کر بیٹھ جاتے ہیں اور اس سے اس کا نام، مقام، تعلیم اور حاضر ہونے کا مقصد  
 پوچھتے ہیں اور چونکہ آپ کی سماعت کمزور ہے اسلئے اپنا کان سائل کے منہ کے قریب

مردیتے ہیں تاکہ اسے آواز بلند کرنے کی دقت نہ ہو۔ ہر شخص کو اس کی استعداد و علم کے مطابق نصیحت فرماتے ہیں۔ چنانچہ میری موجودگی میں موصوف نے چند افراد کو جو کچھ نصائح فرمائیں یا تذکرہ ہوا وہ یہ ہے۔

۱۔ ایک شخص جو کسی گاؤں کا امام مسجد تھا نصیحت کا خواستگار ہوا۔ آپ نے فرمایا نماز کا ترجمہ یاد کرو۔ اور سوتج کر نماز پڑھا کرو۔ اور فقہ کی کتابیں۔ روشن دل۔ نجات المؤمنین۔ پکی روٹی وغیرہ کے مسائل کو ازبر کرو۔ پھر اس سے پوچھا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا والد فوت ہو چکا ہے اور والدہ زندہ ہے۔ آپ نے فرمایا ادب سے کہو کہ ”والدہ صاحبہ زندہ ہیں“ تم والدہ کی خدمت دل سے کرو اور اس کی تعظیم کا خیال رکھا کرو۔ تمہاری عبادت گھر ہی میں ہے۔ تمہیں کسی دوسرے کے پاس جانے کی کیا حاجت ہے۔

۲۔ ایک شخص نے عرض کیا مجھے بیعت فرمائیں۔ آپ نے پوچھا تمہاری سکونت کس جگہ ہے؟ اس نے کہا میانی ضلع سرگودھا۔ آپ نے فرمایا۔ تم اللہ شریف جا کر بیعت کرو۔ وہ تمہارے گاؤں سے قریب ہے۔

۳۔ ایک اور شخص نے بھی بیعت کی التجا کی۔ مگر آپ نے بیعت نہ کیا اور کسی اور بزرگ کا نام لے کر وہاں جانے کا حکم فرمایا۔

۴۔ ایک شخص کو پوچھا تمہارا پسید خانہ کہاں ہے؟ اس نے کہا جلاپور شریف۔ آپ نے فرمایا تم نے پرچیدر شاہ صاحبؒ کی زیارت کی ہے؟ اس نے کہا

نہیں۔ میں نے ان کے پوتے فضل شاہ صاحب کو دیکھا ہے اور انہیں کی بیعت ہوں۔ آپ نے پوچھا کیا وہ بھی اپنے دادا صاحب کے طریقہ پر ہیں؟ اس نے کہا جناب اسی طریقہ پر ہیں۔ اس پر آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا پیر حیدر شاہ صاحب کا مل بزرگ تھے اور اپنے وقت میں لاثانی تھے۔

۵۔ ایک شخص آپ کے سامنے دو زانو ہو کر اور ہاتھ باندھ کر بیٹھا۔ آپ نے فرمایا۔ تم میرے سامنے اس طرح دست بستہ بیٹھے ہو تو خدا تعالیٰ کے حضور میں کس طرح بیٹھو گے؟ یعنی ہاتھ خدا کی عبادت میں باندھے جاتے ہیں۔

۶۔ ایک شخص کی ڈاڑھی منڈی ہوئی تھی ویسے لباس اور شکل و صورت سے معزز معلوم ہوتا تھا۔ لیکن آپ اس کے سامنے بالکل نہ بیٹھے نہ اس سے کلام کیا اور اسے چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔

۷۔ ایک شخص نے قمیص پر واسکٹ پہنی ہوئی تھی۔ آپ نے اسے فرمایا، بھائی انگریزی فیشن کی کوئی چیز واسکٹ، کوٹ، تپلون، گرگابی اور بوٹ وغیرہ استعمال نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ متقدمین سلف کی روش اختیار کرنا چاہئے جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والا ہے اس کا لباس اور اس کی صورت اور شکل و شباہت سنتِ محمدیہ کے مطابق ہونا چاہئے۔ جو شخص انگریزی کی سنت کا پابند ہوگا۔ وہ ناقص الاسلام ہے وہ گویا لا الہ الا اللہ انگریز رسول اللہ کا معتقد ہے۔

۸۔ اسی طرح سب حاضرین سے گفتگو فرماتے ہوئے میرے ہمراہی چوہدری رحمت خاں معروف آبادی کے سامنے آ بیٹھے اور پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ اس نے جیسا کہ عام لوگوں کا طریقہ ہے کہ اگر کہیں دور جائیں تو اپنی سکونت بتانے میں کسی مشہور شہر یا قصبہ کا نام لے دیتے ہیں۔ کہہ دیا۔ جناب وزیر آباد سے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک تباؤ کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا جناب وزیر آباد کے پاس ایک مشہور بستی دھونکل ہے وہاں سے آیا ہوں۔ آپ نے دوبارہ فرمایا۔ سچ تباؤ کہاں سے آئے ہو؟ پھر اس نے کہا یا حضرت! دھونکل کے پاس ایک چھوٹا سا گاؤں معروف آباد کے نام سے مشہور ہے وہاں سے آیا ہوں۔ فرمایا ٹھیک ہے؛ میں کہتا ہوں کہ آپ کا سکونت کا بار بار پوچھنا کشف کی وجہ سے تھا۔ جب تک چوہدری نے صحیح سکونت نہ بتائی آپ صحیح بتانے کے لئے فرماتے رہے۔ پھر اس کو فرمایا تمہاری بیعت کہاں ہے؟ اس نے کہا حضرت نوشہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں ایک بزرگ حضرت سید حافظ محمد شاہ ساہنپالی تھے ان سے بیعت ہوں۔

فرمایا: امہوں نے تم کو کیا کچھ بتایا ہوا ہے؟

کہا: یہی اللہ اللہ کرنا فرمایا ہوا ہے۔

فرمایا: ٹھیک ہے پھر تمہیں ہمارے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی؟

کہا: دنیا دار لوگ مصیبتوں میں مجبوس ہو کر بزرگوں کے پاس چلے جاتے ہیں تاکہ

مصائب رفع ہو جائیں۔

فرمایا: خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ  
یعنی جو مصیبت بھی پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے پہنچتی ہے تو پھر ہمارے  
پاس آنے کا کیا مطلب؟

کہا: دعا کرانے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔

فرمایا: نہ میں بزرگ ہوں۔ نہ مولوی ہوں، نہ فقیر ہوں، نہ ولی ہوں یعنی مجھ میں  
کوئی خصوصیت نہیں۔ اور خداوند تعالیٰ تو ہر ایک شخص کی دعائیں لیتا ہے۔ اس  
کا حکم ہے اُجْبِبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ یعنی میں دعا کرنے والے  
کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ دعا مانگے۔

چوہدری نے کہا: یا حضرت! ہم آپ کو خدا کا مقبول بندہ سمجھ کر آئے ہیں۔ اس  
لئے آپ ہمارے حق میں ضرور دعا فرمائیں۔

آپ نے دعائے خیر کی۔ اور فرمایا ہم نے دعا تو مانگ دی۔ اب اس کی قبولیت  
خدا کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارا اس میں کیا اختیار ہے؟

۹۔ اس کے بعد میرے اسید شرافت کے سامنے تشریف لائے اور پوچھا تم

کہاں سے آئے ہو؟

میں نے عرض کیا۔ درگاہ عالیہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ سے آیا ہوں۔ آپ حضرت  
نوشہ کا نام نامی سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا حضرت نوشہ عالی جاہؒ

کا خاندان بغداد والی سرکار کا خاندان ہے۔ یہ طریق تمام قادر یہ طریقوں سے بہتر ہے۔ مگر تعجب ہے کہ باوجود صوفی و متشرع ہونے کے سماع سے بھی ذوق رکھتے ہیں کیا تم ان کی اولاد سے ہو؟

عرض کیا: جی ہاں

پھر تو آپ کی خوشی کی کچھ انتہا نہ رہی اور میرے ساتھ کمال لطف و مہربانی سے ہمکلام ہوئے اور ادب و تعظیم کو بھی ملحوظ رکھنے لگے۔ اور مجھے گفتگو میں لفظ "آپ" سے مخاطب کرنے لگے۔ مگر میں یہاں تحریر میں حضور کی زبان سے اپنے لئے لفظ "تم" ہی استعمال کروں گا۔ تاکہ حد ادب قائم رہے۔

فرمایا: کس لئے یہاں آئے ہو؟

عرض کیا: آپ کی زیارت اور طلب ہدایت کے لئے۔

فرمایا: کچھ علم بھی پڑھا ہے؟

عرض کیا: شیخ سعدی کی چند فارسی کتب پڑھی ہوئی ہیں۔

فرمایا: یہی ہدایت کے لئے کافی ہیں، دیکھو شیخ صاحب نے چند نامہ کریمیا میں

کیا اچھا فرمایا ہے۔

منہ دل دریں دیر ناپاؤندار      ز سعدی ہمیں یک سخن یادوار

یہی بات اصل ہدایت ہے کہ انسان دنیا میں دل نہ لگائے۔ پھر میرے چہرہ پر

نہایت محبت و شفقت سے دونوں ہاتھ پھیرنے لگے اور فرمایا۔ تم تفسیر مراد یہ

جو اردو میں پارہٴ عَمْرٍا مِیْسَاءَ نُؤْن کی تفسیر ہے اور توارخ نجیب آلہ جو اردو میں

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوانح حیات ہیں۔ مطالعہ کیا کرو۔

پھر پوچھا: کہ میاں مردان علی صاحب تمہارے کیا لگتے تھے؟

عرض کیا: جناب! میں حضرت نوشہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہوں اور وہ حضرت

پیر پھیار نوشہرومی کی اولاد سے تھے۔

فرمایا: وہ یہاں شرقپور میں میاں ہرنی شاہ کے دربار پر آیا کرتے تھے۔ عابد آدمی

تھے اور ذکر جہر کیا کرتے تھے۔

فرمایا: کبھی نوشہرہ والے صاحب درگاہ پیر یعنی دربار حضرت نوشہ گنج بخش پر

بھی حاضر ہوتے ہیں؟

عرض کیا: کبھی کبھی حاضری دیا کرتے ہیں۔

فرمایا: اکثر اپنی پیری میں مصروف رہتے ہوں گے۔

اس قدر گفتگو کے بعد آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور جگہ حاضرین کو فرمایا کہ مسجد کی

طرف چلو اور نماز عصر کے لئے تیاری کرو۔ چونکہ لوگ دور دور سے آئے ہوئے تھے اور

ہر ایک کی خواہش تھی کہ زیادہ سے زیادہ آپ کی مجلس کا شرف حاصل کریں۔ کیونکہ

یک زمانہ صحبت با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت ہے ریا

اس لئے کوئی شخص مجلس سے نہ اٹھا۔ مگر چونکہ آپ کی طبیعت کثرتِ اختلاط

مخلوق سے محترز تھی۔ اس لئے آپ ہر شخص کو گھٹنوں اور بازوؤں سے پکڑ پکڑ کر اٹھانے



لگے کہ مسجد میں چلو۔ جس وقت آپ لوگوں کو اٹھا رہے تھے اس وقت آپ کی پشت  
 ہماری طرف تھی۔ میں نے اپنے ہمراہی چوہدری رحمت خاں کو کہا کہ میاں صاحب  
 سب لوگوں کو زبردستی اٹھا رہے ہیں۔ ہمارا مقصد زیارت اور نصیحت حاصل کرنا  
 تھا وہ نعمت مل چکی لہذا ہمیں خود بخود ہی ان کے ارشاد کی تعمیل کرنا چاہئے۔ چنانچہ  
 ہم کھڑے ہو گئے۔ آپ نے جب مڑ کر دیکھا تو ہم کو کھڑے پایا اور آپ نے میرے  
 سامنے کھڑے ہو کر اپنے دائیں ہاتھ سے میرا بائیں ہاتھ پکڑ کر طاقت سے نیچے  
 کھینچ کر فرمایا

”بہہ جاؤ حضرت جی!“

میں حسب الحکم بیٹھ گیا اور میرا سا تھی بھی بیٹھ گیا۔ جب آپ سب لوگوں  
 کو کمرہ سے رخصت کر چکے تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور سیر پھیلوں پر چڑھتے ہوئے  
 ہاتھ پکڑے ہی مجھے بالا خانے پر لے گئے۔ وہاں ایک مسقف برآمدہ میں صاف بچی  
 ہوئی تھی۔ اس پر بٹھا دیا اور خود کمرہ سے ایک مترجم حامل شریف اٹھالائے۔ جس  
 کے حاشیہ پر موقع موقع کاغذ کی پرچیاں چسپاں تھیں۔ تاکہ آیات تلاش کرنے میں  
 عود گردانی کی وقت نہ ہو۔ جس آیت کی ضرورت ہو اسی جگہ کو فوراً کھول سکیں  
 اور میرے زانوؤں سے زانو ملا کر بیٹھ گئے۔ چونکہ گرمیوں کا موسم تھا۔ خود ہی مجھے  
 کھانسی لگے اور سلسلہ کلام شروع کرتے ہوئے پوچھا تمہارا کیا نام ہے۔  
 میں نے عرض کیا: میرا نام شریف احمد ہے۔

فرمایا: نام تو اچھا ہے۔ کیا تم دو بھائی ہو؟

عرض کیا: جی ہاں۔

فرمایا: دوسرا چھوٹا ہے؟

عرض کیا: جی ہاں۔

فرمایا: دوسرے کا کیا نام ہے؟

عرض کیا: بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا: تم دونوں بھائیوں کی باپ درویشی ہے۔ یعنی اپنے والد صاحب کی

بیعت ہو؟

عرض کیا: جی ہاں۔

فرمایا: تمہارے والد صاحب کا کیا نام ہے؟

عرض کیا: حضرت شاہ غلام مصطفیٰ صاحب۔

فرمایا: نام تو سارے بہت اچھے ہیں۔

میں اشرافت کہتا ہوں کہ آپ کا خود بخود بتانا کہ تم دو بھائی ہو اور دوسرا چھوٹا ہے

اور تم دونوں والد کی بیعت ہو۔ یہ سب ازراہ کشف تھا۔

پھر پوچھا: کیا تمہیں انہوں نے کوئی شغل بھی بتایا ہے؟

عرض کیا: بتایا ہوا ہے۔

فرمایا: ذکر خفی بتایا ہے یا ذکر جہر؟

عرض کیا: ذکر خفی

فرمایا: یہ خاص شغل ہے اور ہمارا بھی یہی مسلک ہے۔ قرآن مجید میں ذکر خفی کا حکم ہے ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً یعنی خدا تعالیٰ کو عاجزی سے اور خفیہ پکارو۔ مائل شریف سے یہ آیت نکال کر مجھے دکھائی۔

پھر پوچھا: اسم ذات کا ذکر بتایا ہے یا کلمہ طیبہ کا؟

عرض کیا: ذکر اسم ذات اللہ

فرمایا: قرآن مجید میں بھی اسی کا حکم ہے۔ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ

پھر پوچھا: کوئی درود شریف بھی بتایا ہے۔

عرض کیا: درود شریف ہزارہ بتایا ہے اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى

اٰلِ مُحَمَّدٍ بَعْدَ كُلِّ ذَرَّةٍ مِّمَّاۤتِ الْاَلْفِ مَرَّةٍ

فرمایا: یہ درود شریف اچھا ہے۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ

سَلِّمُوْا سَلَامًا حدیثوں میں بے شمار فضائل درود شریف کے آئے ہیں۔

پھر فرمایا: تمہارے والد صاحب نے تم کو بہترین اشغال بتائے ہیں۔

پھر فرمایا: حضرت نوشہ صاحب نے اولاد کو ذکر خفی بتایا ہے۔ اور مریدوں کو

بہتر۔

میں نے عرض کیا: آپ بھی کچھ عنایت فرمائیں۔

فرمایا: تم تلاوت قرآن مجید اور درود مستغاث بلاناغہ پڑھا کرو۔

عرض کیا: میں روزانہ درود کبریت احر۔ درود اکسیر اعظم۔ درود مستغاث

اسبوع شریف۔ دلائل الخیرات پڑھا کرتا ہوں۔

آپ نے یہ سن کر ازراہ کمال شفقت جلدی سے مجھے گلے لگایا اور فرمایا: یہ

وظائف بہت اچھے ہیں۔ لیکن منجملہ ان کے درود مستغاث ضرور پڑھا کرو۔ صفا

قلب ہوگی۔ نیز درود شریف خضریٰ صَلَّى اللهُ عَلَىٰ حَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

بھی پڑھا کرو اور ہر وظیفہ کے اول و آخر نماز والاد درود شریف پڑھ لیا کرو۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ

إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔ اللَّهُمَّ بَارِكْ

عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ

آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ کیونکہ یہ حدیث شریف سے ثابت ہے۔

پھر فرمایا: ذکر پاس انفاس کیا کرو۔ ہر سانس کی آمد و رفت کے ساتھ اسم ذات

اللہ جاری رکھو اور اسم اللہ جلی قلم سے لکھ کر اس کا تصور بھی کیا کرو اور ایسا سمجھو

کہ اسم ذات گویا تمہارے دل پر لکھا ہوا ہے۔ ان دونوں باتوں پر مواظبت کرنے

سے ایک وقت ایسا آئے گا کہ تمہیں ہر ایک چیز سے اللہ کا جلوہ دکھائی دے گا۔

اور ہر طرف اللہ ہی اللہ مشہود ہوگا۔ پھر آپ اپنے پاس والی چیزوں کو انگلی لگا

لگا کر فرمانے لگے کہ یہ بھی اللہ نظر آئے گا۔ یہ بھی اللہ نظر آئے گا۔ حتیٰ کہ رپا پوش کو ہاتھ

لگا کر فرمایا۔ یہ بھی اللہ نظر آئے گا اور میرا بایاں ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ بھی اسم اللہ ہے۔

مختصر چھوٹی انگلی، الف

بمصر ساتھ والی انگلی، لام اول

وسطی درمیانی انگلی، لام دوم

شہادت والی انگلی [ دونوں مل کر ۴  
ابہام (انگوٹھا)

یہ تمام پنجہ مکمل اسم اللہ ہے اسے دیکھتے رہا کرو۔

پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ایسی یاد کرو کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔ اپنے چہرہ پر

پکڑا ڈال کر لیٹ جاؤ اور خدا کے ذکر میں مشغول ہو جاؤ۔ لوگوں کو بظاہر ایسا معلوم

ہو کہ تم سو رہے ہو اور تم اپنا کام برابر کئے جاؤ۔

اور فرمایا: اگر راستے میں چلو تو اپنا دایاں قدم اٹھاتے وقت اللہ اور بایاں

قدم اٹھاتے وقت ھو پڑھتے جاؤ۔ اسی طرح ہر حالت میں بیٹھے، اٹھے، چلتے۔

لیٹے۔ سفر اور حضر میں اللہ کا ذکر کئے جاؤ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے فَاذْكُرُوا اللّٰهَ

فِي مَا مَأْتَوْتُمْ وَقَعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ۔

اس کے بعد آپ نے مجھ کو اجازت دے دی اور رخصت فرمایا، جب میں جانے

کے لئے اٹھ کر کھڑا ہو گیا، تو آپ نے دوبارہ بٹھالیا، اور

فرمایا: پرانے زمانے کی تصنیف شدہ کتابیں پڑھا کرنا اور زمانہ حاضرہ کی نئی

کتابوں سے اجتناب کرنا۔ اگرچہ دینی کتب ہی کیوں نہ ہوں۔

عہ حضرت میاں صاحب نے نہایت عمدہ نصیحت فرمائی۔ نئے مصنفین کی کتابیں پڑھ پڑھ کر آج لوگ الحاد کا شکار ہو چکے ہیں (صحیح)۔

عرض کیا: آپ نے تفسیر مرادیہ اور تواریح حبیب آلہ کے مطالعہ کا حکم فرمایا ہے میرے کتب خانہ میں پرانی تفسیروں میں سے تفسیر حسینی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوانح حیات پر مشتمل کتب میں سے معارج النبوة موجود ہے۔ اس کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے؟

فرمایا: وہ تو فارسی زبان میں ہیں۔ کیا تم فارسی پڑھ سکتے ہو؟

عرض کیا: جی ہاں۔

فرمایا: تم نے تو کہا تھا کہ میں نے شیخ سعدی کی کتابیں پڑھی ہوئی ہیں۔

عرض کیا: جناب میں نے شیخ سعدی، شیخ عطار، مولانا جامی اور مولانا نظامی کی درسی کتابیں ساری پڑھی ہوئی ہیں اور فارسی کتب بڑی اچھی طرح پڑھ سکتا ہوں۔ آپ یہ سن کر بے حد خوش ہوئے اور مجھے دوبارہ اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا "واہ وا نام بھی شریف ہے اور ماں نے جنا بھی شریف ہی ہے" اور فرمایا تم

تفسیر حسینی اور معارج النبوة ہی مطالعہ کیا کرو۔ ان کے مصنفین عاشقانِ ذاتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھے۔ ان کی موجودگی میں دوسری کتابوں (یعنی تفسیر مرادیہ اور تواریح حبیب آلہ) کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ بڑی مقبول کتابیں ہیں۔ لیکن

53434

یہ یاد رکھو کہ معارج النبوة کا خاتمہ پہلے پڑھ لینا۔ پھر اول سے آخر تک ساری کتاب مطالعہ کرنا۔

اس کے بعد آپ نے دوبارہ مجھے اجازت دی اور نصحت فرمایا۔ جب میں اٹھ کھڑا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا پھر ذرا بیٹھ جاؤ۔ میں حسب الارشاد بیٹھ گیا۔ آپ مجھے پنکھا کرتے اور میرے زانوؤں کو دباتے۔ مجھے نہایت شرمساری لاحق ہوتی۔ ہر چند میں نے کوشش کی کہ آپ سے پنکھا لے لوں۔ مگر آپ نے نہ دیا اور مجھے پھر سے نصیحتیں کرنا شروع کیں۔

فرمایا: قرآن مجید سب لوگوں کی ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے ہر طرح کی ہدایات و نصائح اس میں موجود ہیں۔ ہمارے پاس بھی یہی کلام اللہ اور احادیث نبوی موجود ہیں۔

اور فرمایا: بغداد والی سرکار (غوث الاعظم) کا ارشاد ہے۔ دو کام تمام اعمال سے بڑھ کر ہیں۔ حلال کھانا اور سچ بولنا۔

اور فرمایا: دو چیزوں کا یاد رکھنا۔ انسان کو کمال رتبہ تک پہنچا دیتا ہے۔ ایک اپنے گناہ کو نہ بھولنا۔ دوسرا خدا کو یاد رکھنا۔

اور فرمایا: اگر ایک شخص غیر شرع ہو اور بھنگ، چرس وغیرہ کا استعمال کرتا ہو اور صاحب خوارق و کرامات ہو۔ بخلاف اس کے کوئی دوسرا شخص صرف عامل بالسنت اور پابند شریعت ہو اور کوئی کرامات نہ رکھتا ہو تو وہ بوجہ اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم اس پہلے صاحب کرامت سے افضل ہے۔

اور فرمایا: ڈاڑھی منڈانا یا ترشوانا اور مونچھیں دراز رکھنا منع ہے۔

اور فرمایا: انسان جس طرح اپنے نفس کی خاطر خدا تعالیٰ پر ناراض ہوا کرتا

ہے۔ اگر اسی طرح خدا کی خاطر اپنے نفس پر رنجیدہ ہوا کرے تو کیا ہی اچھا ہو۔ کیا کبھی

کسی نے ایسا کیا ہے؟

اور فرمایا: درویشوں کے تمام خاندان خواہ قادری ہوں یا چشتی نقشبندی ہوں یا

پہروردی اصل میں سب ایک ہی ہیں۔ ان میں کوئی بھی حقیقت کے خلاف نہیں

سب کی فضیلت یکساں سمجھنا چاہیے۔ یہ کوئی شیعوہ۔ وہابی یا مرزائی تو نہیں کہ ان

میں سے کسی کو اچھا یا برا سمجھا جائے۔

میں (سید شرافت) کہتا ہوں کہ جب ہم آپ کی زیارت کے لئے جا رہے

تھے تو شاہد رہ کے قریب ریل پر اٹھائے کلام میں میں نے کہا تھا کہ حضرت میاں صاحب

شرقی پوری مدظلہ نقشبندی خاندان سے ہیں۔ کیا اچھا ہوتا کہ آپ سلسلہ قادریہ میں ہوتے

جو سب سلسلوں سے افضل ہے۔ یہ آپ کا کشف جلی ہے کہ آپ نے میرے ضمیر سے

آگاہ ہو کر خود بخود اس کا جواب فرمادیا۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

بیچ فرمایا ہے۔ اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ۔

یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ آپ کے ایک درویش حاجی عبدالرحمن صاحب جو عمر

اور مرد ہیں۔ وہ ایک گڈوی میں لسی کھانڈ اور برف ڈال کر لے آئے حضرت میاں



صاحب نے اس میں سے ایک گلاس بھر کر اپنے مبارک ہاتھ سے مجھے عنایت فرمایا جو میں نے پی لیا۔ پھر ایک گلاس چوہدری رحمت خاں کو جو میرا ساتھی نیچے والے کمرہ میں بیٹھا تھا حاجی صاحب کے ہاتھ بھیجا اور انہیں فرمایا کہ ہمارے لئے سادہ پانی کا ایک گلاس لانا۔ چنانچہ وہ پانی کا گلاس لے آئے اور آپ پینے لگے۔ جب آپ نصف گلاس پی چکے تو میرے دل میں خیال آیا کہ اگر آپ اپنا جو ٹھا پانی مجھے عنایت فرمائیں تو میرے لئے نہایت سعادت کا موجب ہو۔ ادھر مجھے خیال آیا۔ ادھر اسی وقت آپ نے اپنے منہ سے گلاس ہٹالیا اور فرمایا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی۔ تم بزرگوں کے خاندان سے ہو۔ میں نے پہلے دو تین گھونٹ تم کو پانی پلا لینا تھا اور تمہارا جو ٹھا خود پینا تھا مگر خراب بھی دو تین گھونٹ پی لو۔ اور مجھے اپنا جو ٹھا کر کے دو۔ یہ کہہ کر آپ نے گلاس میرے منہ کے ساتھ لگا دیا۔ پہلے تو میں بے ادبی کے خوف سے جھجکا لیکن پھر معلوم ہوا کہ آپ نے کشف قلبی سے میرا ارادہ معلوم کر لیا ہے۔ میں نے اس میں سے تین گھونٹ پی لئے۔ تو آپ نے گلاس میرے منہ سے ہٹالیا اور خود پی گئے۔ اور فرمایا لو ہم نے ”جو ٹھا پی لیا۔“

جب اس قدر گفتگو ہو چکی تھی تو ایک سکہ جو نیچے کے کمرہ میں حاضرین مجلس میں شامل تھا اور آپ کے ارشادات سن چکا تھا۔ وہ حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ حضور مجھے حلقہ اسلام میں داخل فرمائیں۔ مجھے آپ کا دین بہت سچا ثابت ہوا ہے۔ آپ نے اپنے درویش حاجی عبدالرحمن صاحب کو فرمایا اس کو خلوت میں لے جا کر اس کے

خیالات معلوم کرو۔ اگر دل سے عقانیت اسلام کا معترف ہے تو اس کو مسلمان کریں  
ورنہ نہیں۔

اس کے بعد آپ نے مجھے فرمایا۔ ہر وقت خدا تعالیٰ کو یاد رکھو کسی وقت نہ  
بھلاؤ۔ پھر مولانا نظامی گنجوی کے یہ اشعار پڑھے۔

پہلا اول شب آہنگ خواب آورم      بہ تبیع نامت شباب آورم  
پہلا در نیم شب سر بر آرم ز خواب      ترا خواہم در یزم از دیدہ آب  
وگر بامداد دست راہم بہ تست      ہمد روز تا شب پناہم بہ تست

اس کے بعد آپ نے مجھے پھر اجازت دی اور رخصت کیا۔ اور

پوچھا اب آج کہاں جاؤ گے؟

میں نے عرض کیا: یہاں شرقیہ میں دربار حضرت شاہ مراد نو شاہی پر رات بسر  
کریں گے۔

فرمایا: ان کے خاندان میں بزرگی میاں الہی بخش صاحبؒ تک چلی آئی ہے اب  
تو راگ رنگ کے شائق رہ گئے ہیں۔

پھر آپ نے میرے ساتھ مصافحہ کیا اور اجازت دی۔ اور

عمدہ یہ حضرت میاں صاحبؒ کا اپنے معاصرین کے متعلق مقولہ ہے۔ ورنہ بعد میں بھی کئی بزرگ اس  
خاندان میں گذرے ہیں۔ مثلاً میاں غلام مصطفیٰ صاحب اور میاں نیک محمد صاحب وغیرہ (صحیح)

فرمایا: تم بزرگوں کے خاندان سے ہو ہمیں پچا ہٹے تھا کہ تمہیں کچھ ہدیہ بھی دیتے،  
میں نے عرض کیا: عالیجاہ آپ کی نگاہ شفت ہزاروں ہدیوں سے بڑھ کر ہے  
آپ خاکسار پر نظر رحمت رکھیں۔

چنانچہ میں الوداعی سلام کر کے رخصت ہوا۔ رات کو شرقپور ہی میں قیام رکھا۔  
دوسرے روز ہم دونوں ہمراہی بذریعہ ریل واپس آگئے اور بمقام سرانوالی (ضلع گوجرانوالہ)  
اپنے والد بزرگوار مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں پہنچے۔

میں نے حضرت میا نصاحب شرقپوری دام فیضہ کا طریقہ دیکھا ہے کہ جس نے ڈاڑھی منڈائی  
ہو اس سے خشکی و ناراضی سے پیش آتے ہیں۔ بہرام میں شریعت کا بہت زیادہ پاس رکھتے  
ہیں۔ طریقہ نقشبندیہ میں آپ نہایت عزیز الوجود منکسر المزاج، بااخلاص اور سادہ  
طبیعت ہیں۔ تصنع اور تکلف نام کو نہیں ہے۔ تکبر اور ریاسے نفور اور مخالفین سنت کے  
حق میں غیور۔ ہر شخص کی استعداد علمی کے مطابق اسکو نصیحت فرماتے ہیں۔ سالک مجذوب  
ہیں خصائل و اطوار میں عجیب۔ چہرہ مبارک پر درود شریف کے انوار درخشاں۔ دنیا سے دل  
برداشتہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ مسافر ہیں۔ طہارت و نظافت پسند، رخ پر نور  
سے قدرتی رعب و جلال کا یہ عالم کہ بڑے بڑے امراء و روساء کو بھی سامنے گفتگو کرنے  
کی جرأت نہیں ہو سکتی۔

ہیبت حق ستا میں از خلق نیست      ہیبت میں مرد صاحب دلق نیست

آپ کے جسم مبارک سے ایک ایسی خوشبو آتی تھی جو عطریات سے بڑھ کر تھی۔ جب آپ نے مجھے سینہ سے لگایا تو میرے جسم سے بھی وہی خوشبو آنے لگی جو دوسرے دن تک محسوس ہوتی رہی اور میں حیران تھا کہ یہ کیسی اعلیٰ خوشبو ہے۔

میں نے چاہا کہ آپ کی ہدایات و نصائح کو قلمبند کر کے محفوظ کر لوں تاکہ میرے لئے اور ہر ایک طالب حق کے لئے مشعل راہ ہدایت کا کام دیں۔ سوا مہینوں کو تحریر کر کے بنام کلمات قدسیہ المشہورہ فیض نقشبندیہ موسوم کیا اور دسویں محرم الحرام ۱۳۴۶ھ کو یعنی زیارت سے چھ روز بعد مکمل کیا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو عمر خضر عطا فرماوے اور طالبانِ صادق آپ کے فیض سے مستفیض ہوتے رہیں اور مجھ کو بطیفیل انبیائے کرام و اولیائے عظام مع میرے احباب و مریدین و متعلقین راہ ہدایت پر قائم رکھے۔ اور خاتمہ بالا ایمان ہو۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ رسول خیر خلقہ محمد و آلہ و

اصحابہ اجمعین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین،

## تکملہ

بعض مزید واقعات جو حضرت میان صاحب سے تعلق رکھتے ہیں

(۱)

جب میں حضرت میان صاحب شرقپوری کی زیارت سے مشرف ہو کر واپس آیا تو

سائیں فرمان علی خیر کوتوی جو میرے جد امجد حضرت سید حافظ محمد شاہ نوشاہی کا خلیفہ  
صادق ہے اور مجذوب اطوار ہے۔ اس نے وہ تمام اشغال و وظائف جو آپ نے  
مجھے فرمائے تھے۔ وہ بطور خود ہی بنا دیئے۔ جس سے معلوم ہوا کہ درویشوں کے اسرار  
درویش ہی جانتے ہیں اور ان کا روحانی تعلق ایک دوسرے سے باہم مربوط ہوتا ہے۔

(۲)

اس ملاقات کے ایک سال دو ماہ بعد ۳ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ کو حضرت میاں  
شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ چنانچہ اس کے بعد کئی مرتبہ زیارت  
روضہ اطہر اور شمولیت عرس شریف سے مشرف ہو چکا ہوں اور خواب میں بھی آپ  
کے دیدار سے فیضیاب ہوا ہوں۔ اس لئے مجھ کو آپ سے روحانی نسبت ہے۔

(۳)

بدھ کی رات ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ یعنی لیلۃ القدر کو میں شہر گجرات  
محلہ مستریاں میں مستری اللہ دتہ ترکھان کے مکان کی چھت پر سویا ہوا تھا کہ خواب میں  
مجھ کو حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت فیض بشارت ہوئی۔ آپ نے میرے سامنے  
مصافحہ کیا اور مجھ کو بیعت کیا اور سورہ السین پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی۔  
صوفیہ کی اصطلاح میں خواب کی بیعت کو روحی بیعت کہتے ہیں۔

(۴)

ہفتہ کی رات ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۹ھ کو میں بمقام دایانوالی ضلع شیخوپورہ

عبداللہ ولد جلال تارڑ کے گھر سو یا ہوا تھا۔ خواب میں مجھ کو حضرت میاں شیر محمد شرقپوری  
 رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم روزانہ تین ہزار مرتبہ درود شریف  
 کا وظیفہ کیا کرو۔

(۵)

مولوی حکیم مظفر حسین قریشی فاروقی ساکن اجٹکے ضلع گوجرانوالہ نے میرے سامنے  
 بیان کیا کہ میں جن ایام میں شرقپور جا کر حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ  
 کا مرید ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ کی مسجد کے محراب پر لکھا تھا۔ یا شیخ عبدالقادر،  
 شیعنا اللہ۔ اس وقت تو میں پوچھنے کی جرأت نہ کر سکا۔ لیکن یہ خدشہ میرے دل میں  
 رہا اور واپس چلا آیا۔ اس کے بعد دوبارہ اس مسئلہ کو دریافت کرنے کے لئے  
 جب میں شرقپور گیا۔ تو اس وقت آپ سرہند شریف گئے ہوئے تھے۔ میری ملاقات  
 نہ ہو سکی۔ چنانچہ گھرا کر میں نے بذریعہ مکتوب استفسار کیا حضرت موصوف نے میرے  
 اسی خط کے پشت پر مختصر الفاظ میں جواب لکھ بھیجا۔ جس سے مجھے اطمینان ہو گیا اور  
 میں نے وہ مکتوب تبرکاً محفوظ کر لیا۔ اس کے بعد میری آپ کے ساتھ خط و کتابت  
 رہی۔ اگرچہ آپ زیادہ خط لکھنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ مگر چند مکاتیب آپ کے  
 میرے عرائض کے جواب میں آتے رہے۔ جنہیں میں نے حرز جان سمجھ کر اپنے پاس  
 محفوظ رکھا ہوا ہے۔ اور اولاد کو بھی وصیت کروں گا کہ اس خزانہ بے بہا کو محفوظ رکھیں

## فائدہ

اب جبکہ یہ رسالہ کلمات قدسیہ شائع کرتے کا خیال پیدا ہوا تو میرے دوستوں مولانا محمد لطیف زاربی اے اور صادق الاطبا جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے فرمایا کہ اگر حضرت میانصاحب کا وہ اصل خط حاصل ہو جاوے تو اس کا عکس تبرکاً شامل کیا جائے۔ چنانچہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ کو ہم حکیم مظفر حسین صاحب کے بیٹے حکیم حاجی مشتاق احمد فاروقی کے پاس قصبہ احمد نگر ضلع گوجرانوالہ میں پہنچے۔ میرے ساتھ عزیز قاری محمد اسلم سلیم نوشاہی مرید کی والے بھی تھے۔ حکیم صاحب سے مکتوب کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت میانصاحب شرقپوری کے چھ عدد مکاتیب میرے پاس محفوظ ہیں۔ جو آپ نے میرے والد ماجد حکیم مظفر حسین کی طرف بھیجے تھے۔ چنانچہ ہماری التماس پر انہوں نے وہ خطوط ہم کو دیئے اور یہ وعدہ لیا کہ ان کا فوٹو لے کر یہ بعینہ مجھے واپس کرنا ہوں گے۔ ہم نے وعدہ کیا کہ ان کا عکس لے کر واپس کر دیں گے۔ چنانچہ ان کے اصل خطوط واپس کر دیئے ہیں۔

# حواشی۔ رسالہ کلماتِ قدسیہ

۱

اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ صاحب المتخلص بہ نوشاہی قدس سرہ  
 ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۰۷ھ کو پیدا ہوئے۔ مولوی شیخ احمد حنفی دھریکانی متوفی ۱۳۲۸ھ  
 سے تعلیم ظاہری پائی۔ اپنے والد ماجد حضرت سید حافظ محمد شاہ صاحب نوشاہی قدس سرہ  
 سے بیعت ہوئے اور خلافت پائی۔ قطب الاقطاب۔ فرد الاحاب شیخ الاسلام  
 حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہ العزیز کی اولاد امجاد سے اپنے  
 اقربان میں علم و فضل و معرفت و کرامت میں فائق تھے۔ زہد و عبادت و ریاضت میں  
 بلند پایہ تھے۔ فارسی۔ اردو اور پنجابی زبان کے شاعر تھے۔ بیسیوں کتابیں عبون التوازن  
 انوار نوشاہی۔ مکتوبات نوشاہی۔ دیوان نوشاہی۔ غزلیات نوشاہی۔ نوشاہی نامہ، تفسیر  
 نوشاہی۔ سورۃ مزمل کی تفسیر وغیرہ آپ کی تصنیف سے موجود ہیں۔ ۱۸ شوال ۱۳۸۴ھ  
 کو بعمر شتر سال وفات پائی۔ قبر ساہن پال شریف ضلع گجرات میں ہے۔

۲

سائیں فرمان علی درویش والد کا نام نور خاں ولد شمس خاں قوم چیمہ راجپوت  
 سے موضع خیر کوتہ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ حضرت سید حافظ محمد شاہ صاحب



نوشاہی ساہنپالوی قدس سرہ کے مرید راسخ الاعتقاد تھے۔ مجذوب سالک صاحب  
 شرف تھے۔ ایک بار پہاڑوں میں جا رہے تھے کہ راستہ میں شیر بیٹھا تھا۔ آپ نے اسے  
 فرمایا میں حضرت غوث اعظمؒ کا مرید اور حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا فقیر ہوں  
 واللہ کا شیر ہے۔ مجھے راستہ دے دے۔ شیر راستہ سے اٹھ کر چل دیا اور آپ آگے گزر گئے  
 آپ نے گھر بار چھوڑ کر اپنے مرشد ارشد کی خدمت میں عمر گزار دی۔ پھر اکیسویں سال  
 ۱۳۶۸ھ کو انتقال کیا۔ ساہنپال شریف گورستان نوشاہی میں دفن ہوئے۔

۳

سائیس خدابخش فقیر والد کا نام محمد بخش۔ آبائی وطن موضع وڑاٹچا نوالہ ضلع گجرات  
 تھا۔ ۱۳۱۶ھ میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ صاحب نوشاہی کے مرید  
 خلیفہ تھے۔ پنجابی زبان کے بہترین شاعر تھے۔ بذلہ گو، لطیفہ سنج، خوش مزاج تھے  
 عمر کے آخری چھ سال اپنے مرشد برحق کی خدمت میں گزارے۔ قصہ آپ بیتی اور کچھ  
 سی حرفیاں اور کافیاں آپ کی یادگار موجود ہیں۔ پندرہ بیس سال ۱۳۴۹ھ میں انتقال کیا اور  
 ساہنپال شریف گورستان نوشاہی میں دفن ہوئے۔

۴

چوہدری رحمت خاں کے والد کا نام الہی بخش ولد سزاوار قوم وڑاٹچا تھا۔ آبائی  
 گاؤں معروف آباد ضلع گوجرانوالہ تھا۔ لیکن جب ساندربار آباد ہوئی تو وہاں زمین  
 حاصل کی اور نوٹیاں والی ضلع شیخوپورہ میں عمر گزار دی۔ آپ حضرت سید حافظ محمد شاہ

صاحب نوشاہی قدس سرہ کے صادق الاعتقاد مریدوں سے تھے۔ نماز پنجگانہ اور نوافل  
تہجد اور ادو وظائف کے پابند تھے۔ سو سال کے قریب عمر پائی۔ ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۴۳ھ  
میں انتقال کیا۔ قبر نوشاہی نوالی میں ہے۔

۵

چوہدری آہی بخشؒ کے والد کا نام سزاوار ولد حسن محمد تھا۔ قوم کے وڈاچ تھے۔  
معروف آباد ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت سید حافظ محمد شاہ صاحب  
نوشاہیؒ ساہنپالوی کے خاص مریدوں سے تھے۔ شریعت کے پابند صاحب عبادت و  
ریاضت تھے۔ سخاوت میں یکتا۔ خدا کے مقبول بندوں سے تھے ۱۳۲۸ھ میں بمقام  
دوشاہ نوالی ضلع شیخوپورہ وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

۶

حضرت سید حافظ محمد شاہ نوشاہیؒ کے والد ماجد کا نام سید محمد امین (المتوفی ۱۳۱۸ھ)  
ابن سید حافظ قل احمد پاکذات نوشاہ ثانی (المتوفی ۱۲۸۶ھ) تھا۔ آپ ۱۲۸۱ھ میں  
پیدا ہوئے۔ علوم ظاہری و باطنی میں کیتائے زمانہ اور اٹھائیس علوم و فنون کے عالم و  
اور ماہر تھے۔ کتاب الفوائد اور فہرست تفسیر حسینی اور روزنامہ محمد شاہی۔ مخرجات محمد شاہی  
وغیرہ آپ کی تصانیف سے مخطوطات کی صورت میں موجود ہیں۔ میں نے آپ کے  
حالات میں ایک ضخیم کتاب بنام تذکرہ محمد شاہی تالیف کی ہے۔ آپ کی وفات  
بمصر چھپن سال ۲۲ محرم ۱۳۳۶ھ کو ہوئی۔ قبر سنور ساہنپال شریف گوستان نوشاہی میں ہے

حضرت حاجی نواب علی نوشہرویؒ والد کا نام میاں میراں بخش ولد میاں سلطان  
بالا تھا۔ حضرت شیخ پیر محمد سچیاں نوشاہیؒ کی اولاد سے اپنے وقت میں سجادہ  
نشین تھے۔ حرمین الشریفین۔ مراد ہما اللہ تشریفاً و تکریماً کے حج کی سعادت  
حاصل کی۔ کربلا، نجف اشرف اور بغداد شریف کی زیارتوں سے مشرف ہوئے  
آپ کا سفر نامہ میں نے بنام زینۃ الاوراق سفر نامہ عراق مرتب کیا ہے۔ آپ بڑے مفسر  
علم دوست تھے۔ نماز باجماعت ادا کیا کرتے۔ ۱۳۵۸ھ میں وفات پائی۔ نوشہرہ شریف  
متصل جلاپور جٹاں۔ ضلع گجرات، گورستان سچیاں میں دفن ہوئے۔

حضرت شاہ مراد شرقپوریؒ قوم ڈراچ سے چوپالہ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے  
حضرت شیخ پیر محمد سچیاں نوشاہیؒ کی اکابر خلفائے تھے۔ پیر روشن ضمیر کے  
حکم سے شرقپور شریف لے گئے اور خلاق خدا کو اپنے فیضان سے نوازا۔ ایک سو دس سال  
کی عمر میں ۱۱۷۶ھ میں انتقال کیا۔ روضہ اطہر شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ میں شہر کے  
اندر ہے۔

حضرت میاں نیک محمد صاحب شرقپوری سلمہ اللہ والد ماجد کا نام میاں روشن دین  
ولد میاں غلام مصطفیٰ قادری نوشاہیؒ تھا۔ میاں صاحب مولوی صاحب علم و فضل

اور نامور طبیب ہیں۔ اور حرمین الشریفین کے حج کی سعادت سے مشرف ہو چکے ہیں۔  
 تادم تحریر یعنی ۱۳۹۰ھ میں بعمر یکصد سال تقریباً شرق پور میں موجود ہیں اور درگاہ حضرت  
 شاہ مراد نوشاہی کے سجادہ نشین ہیں۔ کتاب وظائف مصطفائی چھپوا کر فی سبیل اللہ تقسیم  
 کی ہے۔ سَلَّمَ اللهُ تَعَالَى

نوٹ:- افسوس کہ آپ ۱۹ اپریل ۱۹۷۲ء بروز بدھ وفات پا گئے۔ اب انکے فرزند  
 ارجمند صاحبزادہ نور محمد نصرت نوشاہی سجادہ نشین اور صاحب علم و فضل مبلغین اسلام  
 سے ہیں اور خاندان نوشاہی کے اکابر سجادہ نشینوں سے ہیں۔

مولوی محمد حیات ولد میاں غلام رسول صاحب جامع مسجد شرق پور کے متولی و  
 خطیب رہے۔ نوشاہی خاندان کے حالات میں کتاب فیض مصطفائی المعروف بہ  
 گلزار نوشاہی ۱۳۴۵ھ میں شائع کی۔ آج کل ۱۳۹۰ھ میں بمقام کرشن نگر لاہور سکونت  
 رکھتے ہیں۔ سَلَّمَ اللهُ تَعَالَى

حضرت پیر حیدر شاہ ولد سید عبد شاہ بخاری چشتیہ سلسلہ میں حضرت خواجہ  
 شمس الدین سیالوی<sup>۷</sup> رامتونی<sup>۱۳</sup> ۱۳۰۰ھ کے اکابر خلیفوں سے تھے۔ چشتیہ نظامیہ سلسلہ  
 کو آپ کے وجود مسعود سے بہت فروغ ہوا۔ آپ کے تفصیلی حالات کتاب ”ذکر حبیب“  
 میں موجود ہیں۔ آپ نے ۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۶ھ کو انتقال کیا اور اپنے گاؤں جلالپور  
 کیکنان ضلع جہلم میں دفن ہوئے۔

سید ابوالبرکات محمد فضل شاہ ولد سید مظفر شاہ ولد سید حیدر شاہ چشتی نظامی جلالپوری اپنے دادا کے مرید و سجادہ نشین تھے۔ آپ نے ایک تحریک بنام ”حزب اللہ“ جاری کی تھی جلالپور کی کئی صنعت جہلم میں سکونت رکھتے تھے۔ میں نے آپ سے ملاقات کی ہے اور وہ سارا واقعہ رسالہ ”فیضِ چشتیہ (فارسی) میں تحریر کیا ہے۔ آپ نے ۱۳۸۶ھ میں انتقال کیا۔

حجۃ اللہ علی العالمین، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش قدس سرہ سادات علوی میں سے۔ حاجی الحرمین سید علاؤ الدین غازی کے فرزند سعادتمند تھے۔ یکم رمضان ۹۵۹ھ میں بعہد اسلام شاہ ولد شیر شاہ سوری پیدا ہوئے۔ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ سلسلہ قادریہ میں حضرت سخی شاہ سلیمان نوری بھلوالی (المتوفی ۱۰۱۲ھ) سے بیعت کی اور خلافت و اجازت سے مشرف ہو کر نوشہرہ تارڑال کو دارالارشاد بنایا۔ جو بعد میں آپ کے زمانہ حیات میں آپ کے حکم سے بنام ”سامن پال“ آباد اور مشہور ہوا۔ آپ نے تبلیغ میں وہ مقام حاصل کیا جو آپ کے معاصرین میں سے کسی کو کم حاصل ہوا ہوگا۔ دو لاکھ کفار آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ کشف و کرامات اور خوارق و تصرفات آپ کے قوی تھے ”نوشاہی خاندان“ آپ سے جاری ہوا جو ممالک بعیدہ تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ نے بعمر ایک سو پانچ سال ۸ ربیع الاول ۱۰۶۲ھ کو بعہد

شاہ جہاں بادشاہ دنیا سے رحلت کی۔ آپ کا روضہ اطہر ساہنپال شریف سے نصف میل شمال کی طرف ہے۔ آپ کے دو فرزند تھے جن میں سے بڑے صاحبزادہ سید حافظ محمد بن خوردار بحر العشق رالمتوفی ۱۰۹۳ھ آپ کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔

۱۴

بغداد والی سرکار سے مراد حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہے جو ۱۱۴۶ھ میں تولد ہوئے اور بعمر اکانوے سال ۱۲۰۶ھ میں واصل بحق ہوئے۔ روضہ اطہر بغداد شریف میں ہے۔

۱۵

میاں مردان علی نوشاہی، حضرت سچیاڑ کی اولاد میں سے نوشہرہ شریف ضلع گجرات میں سکونت رکھتے تھے۔ میاں سلطان علی بن میاں پیر بخش نوشہروی کے فرزند اور مجدد مقرر و عابد تھے۔ شرقپور میں آپ کے ارادتمندوں کا کافی سلسلہ تھا۔

۱۶

حضرت شیخ پیر محمد سچیاڑ قدس سرہ کے آبا و اجداد علاقہ پوٹھوہار کے رہنے والے تھے آپ کو بچپن میں جاذبہ الہی نے کشش کی تو حضرت نوشہ گنج بخش قادری کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت و خلافت سے مشرف ہوئے اور پیردشن ضمیر کے حکم سے نوشہرہ مغلاں ضلع گجرات میں سکونت پذیر ہوئے۔ دوردراز علاقوں تک آپ کی رشد و ہدایت کا شہرہ ہوا۔ آپ کی وفات بعمر اکیسویں سال ۲۵ ربیع الاول ۱۱۳۰ھ کو ہوئی۔ مزار

نوشہرہ شریف میں ہے۔

۱۷

حضرت میاں ہرنی شاہ کشہ قپوریؒ۔ حضرت شاہ مراد نوشاہی شرقپوریؒ کے بیٹے اور سجادہ نشین تھے۔ اپنے والد گرامی کے سجادہ ہدایت پر بیٹھ کر طالبان حق کی رہنمائی کرتے رہے۔ اپنے پیر کی نظر میں اس قدر منظور تھے کہ پیر و مرشد کا دربار آپ ہی کے نام سے ”دربار میاں ہرنی شاہ“ مشہور ہے۔ ۳ ذی الحجہ ۱۲۳۵ھ کو انتقال کیا۔ مزار شرقپور شریف میں پیر کے قدموں میں ہے۔

۱۸

مولانا سید ابوالرضا بشیر احمد بشارت نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ ۱۸ شوال ۱۳۲۸ھ کو پیدا ہوئے۔ اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ صاحب نوشاہی کے چھوٹے صاحبزادہ تھے۔ اور راقم الحروف کے چھوٹے بھائی۔ علم و فضل میں کامل۔ فن کتابت نسخ اور نستعلیق کے ماہر تھے۔ فارسی۔ پنجابی میں شعر بھی کہتے تھے۔ تلاوت قرآن مجید اور عبادت و ریاضت میں اپنے اقران سے ممتاز تھے۔ کتاب کنز الفوائد۔ ختمات القرآن۔ صد ختم کلام اللہ شریف وغیرہ رسائل آپ کی تصانیف سے موجود ہیں۔ بعمر تریسین سال ۸ صفر ۱۳۸۱ھ کو انتقال کیا۔ ماہنپال شریف گورستان نوشاہی میں دفن ہوئے۔ آپ کے تین فرزند قدوس اختر <sup>۱۳۷۱ھ</sup> و نوال اللہ شاہ اور افضال السبطین شاہ یادگار ہیں۔ جن کے نام تاریخی ہیں۔ <sup>۱۳۸۰ھ</sup> <sup>۱۳۷۲ھ</sup>

حاجی عبدالرحمن۔ حضرت میان صاحب میاں شیر محمد شرقپوری کے منظور نظر خلیفہ اور  
خادم حاضر باش تھے۔ آپ اپنے پیر کے عاشقان صادق سے تھے۔ ضعیف العمر تھے۔ آپ  
کی وارثی نہیں تھی

حضرت میاں ابھی بخش نوشاہی شرقپوری۔ میاں ہرنی شاہ نوشاہی کے فرزند اکبر  
تھے اور بیعت طریقت میاں محمد خوشحال نوشاہی شرقپوری سے رکھتے تھے۔ بابا ماجلی شاہ  
چشتی صابر می نے آپ سے مسئلہ توحید دریافت کیا۔ آپ نے بتایا تو انہوں نے اعتراف  
کیا کہ آپ کے بعد ہم کو ایسے حقائق بتانے والا کوئی نہیں مل سکے گا۔ آپ کی وفات ۱۲۸۴ھ  
۱۲۸۴ھ کو ہوئی۔ قبر شرقپور شریف میں اپنے والد کے پاس ہے۔

مولوی اللہ دتہ ترکھان گجراتی۔ محلہ مستریاں۔ بیرون شاہ دولی دروازہ گجرات  
میں سکونت رکھتا ہے۔ میرا شرافت کا مرید ہے۔ اس وقت ۱۳۹۰ھ میں زندہ موجود ہے

عبداللہ ولد جلال ولد حیات قوم تارڑ۔ ساکن وایانوالی چک، ضلع شیخوپورہ  
حضرت سید حافظ محمد شاہ نوشاہی کا مرید تھا ۱۳۸۸ھ میں فوت ہو کر وایانوالی کے  
ضلع گوجرانوالہ میں دفن ہوا۔



مولوی حکیم مظفر حسین صاحب کے والد کا نام حکیم فقیر علی تھا، خلف میاں  
 پیر بخش بن میاں قل احمد بن مولوی حکیم محمد اشرف فاروقی رخطیب جامع مسجد پیر چیمہ و مصنف  
 کتب کنز الرحمۃ فارسی و مصباح الطب فارسی و قصہ شہنوی یوسف زلیخا فارسی۔  
 حکیم صاحب ایک بلند پایہ طبیب اور متشہر بزرگ تھے۔ موضع اٹکے تحصیل وزیر آباد  
 ضلع گوجرانوالہ میں سکونت رکھتے تھے۔ حکیم صاحب کے آبا و اجداد نوشاہی خاندان کے  
 مرید اور کتابوں کے مصنف تھے۔ حکیم صاحب نے حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ  
 کی ارادتمندی سے طریقہ نقشبندیہ حاصل کیا اور ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو بروز جمعہ واصل  
 الی اللہ ہوئے۔

سید شرافت نوشاہی کان اللہ



# مکتوب

[از طرف مولوی حکیم مظفر حسین صاحب بطرف میاں شیر محمد نقشبندی مجددی شرقپور می] ]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نجدہ و نصلی علی رسولہ الکریم جناب ہادیانہ مرشدنا و مولانا

حضرت صاحب سلمہ الرحمن

السّلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ وعلی من لدیکم خیرت فیما بین

نیک مطلوب. احوال یہ ہے کہ میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تھا مگر

کم بختی سے زیارت نصیب نہ ہوئی آپ سرہند شریف تشریف لے گئے تھے اور اب

میرے دل میں ایک دوسرا پڑا ہوا ہے جو کسی وقت رفع نہیں ہوتا۔ وہ یہ ہے کہ

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیخاً باللہ مولوی ثناء اللہ پانی پتی نے فتوے

کفر و شرک کا دیا ہے اور علمائے دین نے بھی دیا ہے۔ آپ اس میں کیا رائے دیتے ہیں۔

واجباً عرض ہے کہ ضرور اس مسئلہ پر غور کر کے تحریر فرماویں گے۔ بندہ تو کم علم اور کم فہم

ہے۔ ضرور میری دلجوئی کریں گے اور اطمینان دلا دیں گے۔ جواب آنے پر حاضر خدمت

بوجاؤں گا۔ میری طرف ضرور توجہ واسطے اللہ کے رکھیں گے۔ پتہ ہذا یہ ہے:-

”موضع اجتکے ڈانچانہ کال کڑھ۔ ضلع گوجرانوالہ پاس فقیر حکیم مظفر حسین قریشی کے جاوے“

## مکتوب شریف

حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری نے مکتوب  
مذکور کا یہ جواب لکھ کر حکیم مظفر حسین قریشی کو بھیجا

خداوند کریم فضل و کرم سے انجام خیر کریں

ہر حال شکر اور ذکر فکر عبرت ضروری ہے۔ سو آجکل مجال ہے۔ اس موسم  
میں پڑنا زیبا نہیں۔ غریب تو پڑھا کرتا ہے۔ بلکہ کل دلی سے امداد لینا جائز ہے۔ آپ کا دل  
چاہے تو خیر پڑھا کریں۔ حضرت میراں محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ  
عجیب طرز کی توحید میں فائق تھے۔ اس لئے جو لوگ ان کو یاد کرتے ہیں انہوں کو خداوند کریم  
کی محبت کامل ہو جاتی ہے۔ اخیر سب کار جو رب کریم کی جانب ہے فاللہ خیراً  
حافظا و هو ارحم الراحمین آپ کے وجود غیر خدا سے نہیں بنا ہے۔ اس  
کا ثبوت قادری قلندروں سے لیں۔ اگر کوئی نہ پڑھے تو خیر۔  
خداوند کریم کی سنت جاری ہے ہر اک کو ایک کام سپرد کیا ہے۔ جیسا ہر اک چیز سے  
کام لیا جاتا ہے۔ ویسا یہی ہے۔

لاکن باکس نگوٹم

درولم ہزار در دست

بہر حال جمال اللہ سینم

بہر حال جمال اللہ سینم

ز شوق جاں جمال اللہ جویم

بجز روشنخواہم بیچ چیز سے

مرصت کم خط کی رسم ہی نہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

۱

فَاذِکْرْنَا اِذْ نَزَعْنَا مِنْ فِرْعٰوْنَ ذَیْنٰٓہِمْ اَسْمٰکَہُمۡ

اِسْمَ عَلَیْمٍ لِّعَلَّہُ و سِرَّ کَاذِبٍ و عَلَیْمٌ اُوْیٰی اَسْمٰکَہُمۡ فَاذِکْرْنَا اِذْ نَزَعْنَا مِنْ فِرْعٰوْنَ ذَیْنٰٓہِمۡ اَسْمٰکَہُمۡ

اِسْمَ عَلَیْمٍ لِّعَلَّہُ و سِرَّ کَاذِبٍ و عَلَیْمٌ اُوْیٰی اَسْمٰکَہُمۡ فَاذِکْرْنَا اِذْ نَزَعْنَا مِنْ فِرْعٰوْنَ ذَیْنٰٓہِمۡ اَسْمٰکَہُمۡ

اِسْمَ عَلَیْمٍ لِّعَلَّہُ و سِرَّ کَاذِبٍ و عَلَیْمٌ اُوْیٰی اَسْمٰکَہُمۡ فَاذِکْرْنَا اِذْ نَزَعْنَا مِنْ فِرْعٰوْنَ ذَیْنٰٓہِمۡ اَسْمٰکَہُمۡ

اِسْمَ عَلَیْمٍ لِّعَلَّہُ و سِرَّ کَاذِبٍ و عَلَیْمٌ اُوْیٰی اَسْمٰکَہُمۡ فَاذِکْرْنَا اِذْ نَزَعْنَا مِنْ فِرْعٰوْنَ ذَیْنٰٓہِمۡ اَسْمٰکَہُمۡ

اِسْمَ عَلَیْمٍ لِّعَلَّہُ و سِرَّ کَاذِبٍ و عَلَیْمٌ اُوْیٰی اَسْمٰکَہُمۡ فَاذِکْرْنَا اِذْ نَزَعْنَا مِنْ فِرْعٰوْنَ ذَیْنٰٓہِمۡ اَسْمٰکَہُمۡ

اِسْمَ عَلَیْمٍ لِّعَلَّہُ و سِرَّ کَاذِبٍ و عَلَیْمٌ اُوْیٰی اَسْمٰکَہُمۡ فَاذِکْرْنَا اِذْ نَزَعْنَا مِنْ فِرْعٰوْنَ ذَیْنٰٓہِمۡ اَسْمٰکَہُمۡ

اِسْمَ عَلَیْمٍ لِّعَلَّہُ و سِرَّ کَاذِبٍ و عَلَیْمٌ اُوْیٰی اَسْمٰکَہُمۡ فَاذِکْرْنَا اِذْ نَزَعْنَا مِنْ فِرْعٰوْنَ ذَیْنٰٓہِمۡ اَسْمٰکَہُمۡ

اِسْمَ عَلَیْمٍ لِّعَلَّہُ و سِرَّ کَاذِبٍ و عَلَیْمٌ اُوْیٰی اَسْمٰکَہُمۡ فَاذِکْرْنَا اِذْ نَزَعْنَا مِنْ فِرْعٰوْنَ ذَیْنٰٓہِمۡ اَسْمٰکَہُمۡ





Handwritten Urdu text in Nasta'liq script, likely a religious or philosophical passage. The text is arranged in several lines, with some words appearing to be in larger, bolder script, possibly indicating emphasis or specific terminology. The handwriting is fluid and characteristic of the Nasta'liq style.

## مکتوب

[ حکیم مظفر حسین صاحب بطرف میا نصاحب شرقپوری ]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مخدّہ ونصلی علی رسولہ الکریم جناب ہادیاد مرشدنا و مولانا

حضرت صاحب سلمہ الرحمن

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ وعلی من لدیکم خیریت فیما بین

نیک مطلوب. احوال یہ ہے کہ خاکسار کو بوقت عبادت یکسوئی حاصل نہیں ہوتی و سادس

گزرتے رہتے ہیں. آپ دعا کریں تاکہ و سادس دور ہو کر یکسوئی حاصل ہو جاوے. اور

ہر ایک کام خدا کے بھروسہ پر ہو جاوے اور اللہ تعالیٰ دل کو نور ایمان کی روشنی سے نور

کر دیوے. عاصی کے حق میں دعا ضرور مانگیں تاکہ ہر کام خدا کے سپرد ہو جاوے.

کامل لوک محمد بخشا لعل بنان پھقرا

عاصی پر تقصیر حکیم مظفر حسین قریشی۔ از اجٹکے. ڈاکخانہ اکال گڑھ ضلع گوجرانوالہ.



## مکتوب شریف

[بجواب مولوی حکیم مظفر حسین فاروقی ساکن اہلکے]

اللہ تعالیٰ فضل سے انجام کریں

ہوسکتا۔ اللہ کی طرف رجوع کرو۔ ورنہ خیر۔ خطوں کے جواب سے ہم عاجز ہیں  
 معاف کرو۔ معاف کرو۔ باریک پڑھنا لکھنا مشکل۔ جانو مر گیا ہے۔ پھر اسرار رب الغلیمین  
 ہے۔ روبروبات کافی ہے۔ خط کی ضرورت نہیں۔ اللہ بس۔

## مکتوب شریف

[حضرت میاں شیر محمد شرقپوری بجواب  
مکتوب حکیم مظفر حسین فاروقی اٹکوی]

خداوند تبارک تعالیٰ فضل سے انجام خیر کریں

خطوں کی ضرورت نہیں ہے۔ جواب محال۔ غور سے خیال فرمادیں۔ رب کریم کا نام اور دو شریف۔ قرآن شریف سے بڑھ کر اور چیز نہیں ہے۔ پس ہر حال تصور جملن الرحیم کے اسم ذاتی کا خیال کافی اور تصوروں کی حاجت نہیں۔ یقین سے جانے اگر رب الغلیم کے خیال میں ہے تو ہر حال قال رب الغلیم کے پاس بیٹھا ہے۔ ورنہ خیر۔ آپ کا خیال اگر مولا کریم کی طرف سے ہے تو ہر حال توجہ ہے۔ ورنہ خیر یہ نکما کچھ نہیں کر سکتا۔ ذکر شریف و دو شریف ہی اسم اعظم ہے۔ اس کو با صدق ہر حال قابو کریں۔

لن تناو البر حنّ تنفقوا ہرچہ داری صرف کن و راہ او

جتنی دیر خط میں ہوا اتنا مولا کریم کی یاد میں ہو۔ خداوند کریم سب کو نیک کرے۔

اللہ بس جلتانہ

مہر ڈاکخانہ شرقپور ۱۲ دسمبر ۱۹۲۲ء

اکال گڑھ ۱۶ دسمبر ۱۹۲۲ء

## مکتوب شریف

[حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نے اپنے مرید حکیم  
مظفر حسین فاروقی اجٹکوی کے جواب میں لکھا]

خداوند کریم فضل سے انجام خیر کریں

کام خداوند کریم کے واسطے جو کئے جاتے ہیں اس پر ایسی باتیں ہی ہوتی ہیں۔ دنیا  
فانی کی اشد ضرورت ہے۔ باقی کی ضرورت نہیں ہے۔ درود شریف چھوڑ ہی دیں۔ کچھ  
ضرورت نہیں۔ آج کل خط کا جواب لکھنا بھی دشوار ہے۔ بیمار ہوں ارب کے مشکل سے  
لکھا ہے۔ بہت سعی سے کام کیا کریں۔ شاید کچھ جمع ہو۔ آخرت کے کام آدے۔ اللہ بس جلتانہ  
مہر ڈاکخانہ شرقپور ۱۹ جنوری ۱۹۲۵ء

## مکتوب شریف

[ حضرت میاں صاحب شہر قیومی، بچو اب حکیم مظفر حسین فاروقی ]

خداوند کریم فضل سے انجام خیر کریں

ہر حال خیال زد الجلال والکرام ضروری ہے۔ فکر سے تہ دل سے کچھ کئے جاویں۔  
ناراضگی کیا۔ کوئی خیال نہیں۔ آپ کے خیال ہی سے کچھ ہوگا۔ اللہ کریم ہر حال رحم فرمانے  
والے ہیں۔ زیادہ خط و کتابت کی ضرورت نہیں۔ اللہ بس حل شانہ۔

ڈاکخانہ کی مہر میں شہر قیومی ۱۸ فروری ۱۹۲۵ء

## مکتوب شریف

[حضرت میاں شیر محمد شہر قبوری نے حکیم مظفر حسین کو جواب خط میں لکھا ہے]

۷۸۶

خداوند کریم فضل سے انجام بخیر کریں  
قرآن شریف کی رو سے ہر مسلمان کے لئے دوام ذکر واجب تھا۔ مگر محال۔  
پھر اس سے مراد محبت الہی تھی۔ تاکہ تصدیق قلب نصیب ہو۔ والذین آمنوا  
اشد حبا للہ۔

ہر فکر بجز ذکر خدا و سوسہ ایست شرمے ز خدا بدار کہ اس و سوسہ چند  
ہر وقت فکر سے تہ دل سے دوام ذکر کی سعی لازم ہے۔  
دنیا یوم چند آخر کار با خداوند۔

مولا کریم اپنے میں ایسا مشغول کریں کہ وظائف وغیرہ بھول جاویں۔ اللہ بس جل شانہ  
مہر ڈاکخانہ شہر قبور ۲ یا ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۵ء

## شریفت التواتر مخ

یہ ضخیم و حجیم کتاب حضرت مولانا سید شریف احمد شرافت نوشاہی مقیم آستانہ عالیہ نوشاہی ساہنپال شریف ضلع گجرات کی تصنیف ہے۔ جو تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ جن کے نام الگ الگ ہیں۔

پہلی جلد تارتخ الاقطاب ۱۳۵۵ھ کے تاریخی نام سے موسوم ہے یہ جلد

۲۴ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ کو ختم ہوئی۔ اس کے صفحات ۱۰۵۲ ہیں۔ سطور فی صفحہ ۲۰۔

مصنف نے اس کی تصنیف میں بڑی محنت اور کوشش سے کام لیا ہے اور

تحقیق و تدقیق میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ اس کے مقدمہ میں مدارج ولایت

عامہ، خاصہ وغیرہ اور اقسام اولیاء اللہ مثلاً فرد الافراد، فرد محبوب، قطب الاقطاب

قطب، غوث، امامین، اوتاد، اعماد، بدلاء، نجباء، نقباء، رجبیون، اخیار، مکتوم

رجال الفتح وغیرہ کے مناصب کی پوری پوری تشریح اور حالت ہائے اولیاء اللہ

مثل قلندر۔ سالک۔ مجذوب۔ ابوالوقت۔ ابن الوقت۔ خضر وقت۔ مونی مرید

مراد کامل۔ اکمل۔ مکمل وغیرہ کی تفصیل اور کرامات اولیاء کا اثبات، قرآن، حدیث  
 آثار صحابہ، اصول حکمت اور سائنس وغیرہ سے اور دلائل و مسائل بیعت طریقت  
 اور خلافت ارشاد اور شہ الطمر شد وغیرہ۔ نص اور سنت اور اقوال اولیاء اکرام سے  
 اور چار پیر طریقت اور چودہ خاندان صوفیاء جو بنیادی ہیں اور ان کے فروعی سلاسل  
 جن کی تعداد ایک سو اکتالیس ہے اور تمام ممالک میں رائج ہیں ان کو مع ان کے  
 شجرہ ہائے بیعت اور مع اسمائے بنیان سلاسل بترتیب حروف تہجی تحریر کیا ہے  
 اس کے بعد اصل کتاب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حال سے  
 شروع کر کے شیخ الاسلام حضرت نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہ العزیز تک  
 سلسلہ وار تمام مسائخ طریقت کے حالات درج کئے ہیں۔ اس کتاب کے مآخذ  
 پانچ سو سے زائد ہیں۔ جس میں ۵۵ مخطوطات اور باقی مطبوعات ہیں۔ اس جلد  
 کی فہرست الفہارس کے علاوہ سات فہرستیں ہیں۔

اول فہرست مجمل چھپس مسائخ کے بسلسلہ ترتیب مفصل حالات کی رہنمائی کرتی ہے۔  
 دوسری فہرست مفصل اس میں ہر ایک بزرگ کے ذکر میں حسب قدر عنوانات ہیں  
 بتفصیل لکھے ہیں۔ یہ فہرست ۴۳ صفحات کی ہے۔

تیسری فہرست میں بزرگان سلسلہ قادریہ کی اولاد اور خلفاء کے نام ہیں۔ جن  
 کے حالات اس جلد میں لکھے ہیں۔ ان کی تعداد ۲۶۰ ہے۔

چوتھی فہرست ان مستورات کے اسماء کی ہے جن کے احوال اس میں تحریر

ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد ۴۲ ہے۔

پانچویں فہرست ان بزرگوں کے ناموں کی ہے جن کی تاریخیں اور سنیں وفات اس میں لکھے ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد ۴۴ ہے۔

چھٹی فہرست ان حضرات کے اسماء کی ہے جن کے حالات ضمناً بلاتاریخ وفات اس میں آئے ہیں۔ ان کی تعداد ۱۳۴ ہے۔

ساتویں فہرست ان حضرات کے ناموں کی ہے جو اس جلد کے سال تکمیل ۱۳۵۵ھ میں زندہ موجود تھے۔ ان کی تعداد ۸۲ ہے۔

یہ جلد تقریباً ایک ہزار مشائخ کا تذکرہ ہے۔ اگر اس کا اشاریہ لکھا جائے تو کئی ہزار افراد کے نام شمار ہو سکتے ہیں۔ اس جلد کے ختم ہونے پر اکابر مورخین نے اس کی تقریظیں اور تاریخیں لکھیں۔

(۱) اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی ساہنپالوی المتوفی ۱۳۸۴ھ

(۲) مولانا پیر غلام دستگیر ناجی قریشی لاہوری م ۱۳۸۱ھ

(۳) مولانا قاضی محمد سلام اللہ شائق حنفی ولد مولوی امان اللہ مرحوم، ساکن

چک عمر۔ علاقہ لالہ موسے ضلع گجرات۔

دوسری جلد کا نام طبقات نوشاہیہ ہے۔ یہ ۱۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۱ھ کو

کو ختم ہوئی۔ اس کے کل صفحات ۱۴۶۶ سطور فی صفحہ ۲۲ ہیں۔

اس جلد کو مصنف نے سات طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔



پہلا طبقہ نوشاہیہ آبائیہ جدیہ۔ اس میں اپنے مورث اعلیٰ امام سلسلہ نوشاہیہ  
 شیخ الاسلام حضرت نوشہ گنج بخشؒ سے لے کر اپنے آباؤ اجداد کے حالات اپنے  
 تک لکھے ہیں۔ اپنے بیٹوں کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ اس طبقہ میں گیارہ حضرات کے احوال لکھے ہیں  
 دوسرا طبقہ نوشاہیہ برخور داریہ۔ اس میں حضرت نوشہ صاحبؒ کے فرزند اکبر سید حافظ  
 محمد برخوردار بحر العشق کی اولاد کے حالات گیارہ ابواب میں پشت وار لکھے ہیں۔ جنکی تعداد ۲۵ ہے  
 تیسرا طبقہ نوشاہیہ ہاشمیہ۔ اس میں حضرت نوشاہ عالیجاہ کے چھوٹے بیٹے سید محمد ہاشم  
 دریادل کی اولاد کے حالات نو ابواب میں پشت وار لکھے ہیں۔ ان کی تعداد ۷۹ ہے۔

چوتھا طبقہ نوشاہیہ سلیمانیہ۔ اس میں قطب الاوان حضرت سخی شاہ سلیمان نوری بھلوالیؒ  
 کی اولاد کے حالات دس ابواب میں پشت وار لکھے ہیں۔ ان کی تعداد ۶۰ ہے۔

پانچواں طبقہ نوشاہیہ رحمانیہ۔ اس میں حضرت نوشاہ عالم پناہ کے خلیفہ پاک  
 شیخ عبدالرحمن المعروف پاک رحمان بھڑلوالہؒ کے اور ان کے متولیوں کے حالات زمانہ  
 حاضرہ تک درج کئے ہیں۔ ان کی تعداد ۴۲ ہے۔

چھٹا طبقہ نوشاہیہ سچاریہ۔ اس میں حضرت نوشہ پیر عالیجنابؒ کے خلیفہ صادق  
 شیخ پیر محمد سچار نوشہرومیؒ کے اور ان کی اولاد کے حالات نو ابواب میں پشت وار  
 لکھے ہیں۔ ان کی تعداد ۳۶ ہے۔

ساتواں طبقہ نوشاہیہ صالحیہ۔ اس میں حضرت نوشہ صاحبؒ کے خلیفہ راسخ سید  
 صالح محمد ساکن چک سادہ گجرات کے اور ان کی اولاد کے حالات نو ابواب میں پشت وار

لکھے ہیں۔ ان کی تعداد ۲۲ ہے۔

اس جلد میں پانچ سو سے زائد رجال کے حالات فاضل مصنف نے لکھے ہیں۔ ان کے علاوہ وہ حضرات جن کی پیدائش یا وفات کی تاریخیں اور سنیں اس میں آئے ہیں ان کی تعداد ۲۶ ہے اور اگر اس کا اشاریہ ملحوظ رکھا جائے تو ہزاروں کی تعداد میں اشخاص کا تذکرہ اس میں درج ہے۔ اس جلد کے ماتخذ کی تعداد ۲۵ ہے جن میں سے ۱۶ نامور مخطوطات ہیں اور ۱۱۳ مطبوعہ کتابیں ہیں۔ حضرت سید شرافت نوشاہی مصنف کتاب نے جملہ کتابوں کی فہرست کتاب کے آخر میں دے دی ہے۔

شریف التواریخ کی تیسری جلد کا نام "تذکرۃ النوشاہیہ" ہے۔ چونکہ اسکی ضخامت پہلی دونوں جلدوں سے زیادہ ہے اسلئے مصنف سید شرافت نوشاہی نے اس کو بارہ حصوں میں تقسیم کیا ہے اور امتیاز کے لئے بمشورہ جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری ہر حصہ کا علیحدہ علیحدہ نام رکھا ہے جن کی تفصیل یہ ہے۔

پہلا حصہ۔ تحائف الاطہار۔ اس میں حضرت نوشہ گنج بخش کے بلا واسطہ مریدوں اور خلیفوں کا تذکرہ ہے۔ اس کے صفحات ۵۷۱ ہیں۔

دوسرا حصہ۔ لطائف الاخبار۔ اس میں حضرت نوشہ صاحب مرید المریدوں کا ذکر ہے۔ اس کے صفحات ۴۵۴ ہیں۔

تیسرا حصہ۔ معارف الابرار۔ اس میں ان حضرات کا تذکرہ ہے جو حضرت نوشہ عالیجہ کے تیسری پشت میں مرید تھے۔ اس کے صفحات ۳۲۱ ہیں۔

چوتھا حصہ۔ آثار الحبار۔ اس میں پونہنی پشت کے اکابر کے حالات ہیں۔ اس

صفحات ۲۳۱ ہیں۔

پانچواں حصہ۔ عوارف اللوار۔ اس میں پانچویں پشت کے بزرگوں کے حالات

ہیں۔ اس کے صفحات ۱۵۶ ہیں۔

چھٹا حصہ۔ صحائف الاسرار۔ اس میں چھٹی پشت کے احباب کے ذکر ہیں۔ اس کے

صفحات ۲۸۲ ہیں۔

ساتواں حصہ۔ منایح الآثار۔ اس میں ساتویں پشت کے مشائخ کے احوال درج

ہیں۔ اس کے صفحات ۴۲۸ ہیں۔

آٹھواں حصہ۔ شواہد الافکار۔ اس میں آٹھویں پشت کے درویشوں کے احوال لکھے

ہیں۔ اس کے صفحات ۳۷۰ ہیں۔

یہ آٹھ حصے مکمل لکھے جا چکے ہیں۔

نواں حصہ۔ فوائد الاذکار۔ اس میں نویں پشت کے اہل اللہ کا تذکرہ ہے۔

دسواں حصہ۔ عمائد الادوار۔ اس میں دسویں پشت کے صوفیوں کا ذکر ہے۔

گیارہواں حصہ۔ روائع الازہار۔ اس میں گیارہویں پشت کے فقرا کے احوال درج ہیں۔

بارہواں حصہ۔ طواع الاظفار۔ اس میں ان بزرگوں کے احوال لکھے ہیں جن کا نوشتہ ہی

سلسلہ میں منسلک ہونا ثابت ہے۔ لیکن ان کا شجرہ بیعت نہیں مل سکا کہ وہ کتنی پشت

میں حضرت نوشہ صاحب کو ملتے ہیں۔

اس جلد کے آٹھ حصے مکمل ہو چکے ہیں اور چار حصوں کی تکمیل ابھی باقی ہے۔ سید شرافت نوشاہی بڑی گوشش سے ان کو لکھ رہے ہیں۔ تقریباً ایک ہزار حضرات کے حالات کم و بیش اس تیسری جلد کے بارہ حصوں میں جمع ہو جائیں گے۔

حضرات مورخین اور صوفیائے کرام کو یہ خوشخبری دی جاتی ہے کہ اس قدر ضخیم تذکرہ آج تک ان کی نظر سے نہیں گذرا ہوگا۔ اب وہ دن قریب آرہے ہیں کہ یہ تذکرہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر قارئین کے سامنے آجائے گا۔ فی الحقیقت صوفیائے کرام کے لئے اور اولیاء اللہ کے حالات کے شائقین کے لئے یہ کتاب انسائیکلو پیڈیا کا حکم رکھتی ہے۔ ازیں علاوہ پنجاب کی تاریخ کا ایک وافر حصہ اس میں درج ہو گیا ہے۔

## سیادت علویہ

یہ کتاب بھی حضرت مولانا سید شرافت نوشاہی کی تصنیفات میں سے ہے۔ اس کے صفحات ۱۰۰ کے قریب ہیں۔ اس میں قرآن مجید، حدیث اور تاریخ کی روشنی میں بطریق سوال و جواب علوی النسب خاندانوں کی سیادت ثابت کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ سیادت بنی فاطمہ کے لئے مختص نہیں بلکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد سید ہے۔ خواہ وہ حسنی ہوں یا حسینی، عباسی ہوں یا حنفی۔

یہ کتاب ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۹ھ کو تکمیل کو پہنچی (زیور طبع ہے)

## العصيدة اليوسفيه لقادى القصيدة الغوثيه

یہ قصیدہ غوثیہ کی شرح ہے۔ جو قدوة الفضلا۔ عمدة الفقہاء حضرت مولانا محمد اعظم حنفی قادری نوشاہی برقدازی میرووالی کے قلم کا بہترین شاہکار ہے۔ ویسے تو قصیدہ شریف کی بے شمار شرحیں لکھی گئی ہیں۔ لیکن جو خصوصیت اس میں ہے کسی اور شرح میں نہیں پائی جاتی۔ مثلاً دور الحاد میں کئی لوگ ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو حقیقت شناسی سے بہت دور جا پڑے ہیں اور بزرگوں پر بے جا الزام تراشی سے بالکل احتراز نہیں کرتے۔ اور بلا سوچے سمجھے کہہ دیتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم نے قصیدہ شریف میں جو دعویٰ کئے ہیں یہ قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ مولانا محمد اعظم نے ایسے لوگوں کے شکوک دور کرنے کے لئے بڑے پختہ دلائل دیئے ہیں اور حضرت غوث اعظم کے ہر ایک ارشاد کو آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے مطابق ثابت کر دکھایا ہے۔ اہل علم نے اس کو بہت پسند کیا ہے۔ اس سے پہلے ایک مرتبہ یہ شرح چھپ کر ختم ہو چکی ہے اب دوبارہ اس کی اشاعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے



تمت بالحمد لله

# مصنف

مخدومی حضرت سید شریف احمد شرافت علوی قادری نوشاہی مدظلہ العالی  
 سجادہ نشین ساہنپال شریف (گجرات) پنجاب کے حلیل القدر بزرگ حضرت حاجی  
 محمد نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ بانی سلسلہ نوشاہیہ کی اولادِ امجاد میں سے ہیں اور  
 مسندِ سجادگی پر جلوہ افروز ہیں۔ ان عظمتوں کے ساتھ ساتھ حضرت شرافت زید مجدد  
 ظاہری علوم و فنون میں بھی ایسے باکمال ہیں کہ ان تمام علوم کی گہرائی گہرائی اور ان کے  
 بے مثل علمی و تحقیقی کارناموں کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے، اور آج سے صدیوں  
 پہلے کے علماء و فضلاء اور مصنفین کی علمی کاوشوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے  
 اور اس قابلِ قدر خصوصیت کے باعث پنجاب کے سجادگان میں ان کا مقام ممتاز  
 اور خاص شان کا حامل نظر آتا ہے۔

پنجاب کی بہت خوش قسمتی ہے کہ یہاں کے ایک نہایت ہی حلیل القدر  
 روحانی خانوادہ نوشاہیہ کے اعیان کی تصانیف سکھ گردی کی مذہبوں جیسے بہت  
 حد تک بچ گئیں۔ ہمارے واجب الاحترام بزرگ مولانا سید شرافت نوشاہی  
 ان نوادری لگن پنجاب کے ایک ایک قصبہ میں لے گئی جہاں سے مولانا صاحب  
 نے وہ گوہر بے بہا تلاش کئے ہیں کہ آج ان کی پاک و ہند کے کسی قصبے اور خطے

میں ملنا دشوار ہے۔ بے شک مولانا نوشا ہی صاحب کے کارنامے جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

حضرت شرافت صاحب قبلہ کی تصنیفات و تالیفات اور مرتبات و مترجمات کے مبیضات کی تعداد کم و بیش اڑھائی سو تک پہنچ چکی ہے۔ ان میں سے سب سے زیادہ ضخیم و حجم تالیف شریف التوازیخ ہے جو تقریباً سات ہزار صفحات کو محیط ہے۔ ان کی جملہ تالیفات کے صفحات سینتیس ہزار ہوتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا ایک ایک صفحہ بلکہ ان کی ہر ایک سطر انہوں نے اپنے خونِ حکم سے لکھی ہے۔

میں نے بارہا یہ منظر دیکھا ہے کہ شریف التوازیخ کو ایک نظر دیکھنے ہی سے بڑے بڑے اہل فضل و کمال دم بخود رہ جاتے ہیں اور ان کی حیرت و استعجاب کی انتہا نہیں رہتی اور کثیر التصانیف مصنفین انکی اس بے مثال کوشش و کاوش پر رشک کرنے لگتے ہیں۔ اگر جناب شرافت صاحب خان خانان کے دور میں ہوتے یا وہ اس زمانے میں ہوتا تو یقیناً ان کے مسودات و مبیضات ..... کو زبرد جو ہر میں تو لٹا اور یہ مسودات و مبیضات مصنف ذک سے بڑھے ہوئے ہیں۔ وہ ناقدری کے اس بدترین دور میں زندہ موجود ایک زبردست عالم محقق، مورخ، تذکرہ نویس، پنجابی، اردو، فارسی، عربی کے دیب و شاعر، تاریخ گو، خطاط، مولف، مصنف، مترجم، ماہر علم النساب صوفی صافی ہیں۔ حضرت شرافت کے علمی مقام اور کام سے ارباب علم و دانش کو متعارف کرانا اس لئے بھی ضروری

تھا کہ ان کی اکثرالیفات سے استفادہ و انتفاع کے بغیر پنجاب کی سیاسی معاشرتی اور ادبیات و تصوف کی تاریخ کی تکمیل انتہائی مشکل ہے۔

مگر افسوس کہ حضرت مولانا شرافت صاحب قبلہ ایک متبحر عالم صاحب طرز ادیب با کمال شاعر اور بلند پایہ مصنف ہونیکے باوصف وہ شہرت و مقبولیت حاصل نہیں کر سکے جسکے وہ فی الحقیقت مستحق ہیں۔ اس سانحہ کے وجوہ اسباب ظاہر ہیں کہ وہ پرانی وضع کے بزرگ ہیں اور مرکز علم لاہور سے بہت دور ایک گاؤں میں مقیم ہیں اور اپنی سادگی کے باعث شہرت اور مقبولیت حاصل کرنے کے فن سے بالکل نا آشنا ہیں اور نہ وہ مصنفوں اور ادیبوں کی کسی پارٹی کے رکن ہیں اور انہوں نے کبھی کسی انجمن تالش باہمی سے بھی تعلق نہیں رکھا۔ ان کمزوریوں کے علاوہ انکی اپنی بلوری کی بے حسّی یا علم دشمنی کو بھی خاص داخل ہے۔ سہے مریدوں کو صرف تعویذوں کے طالب ہونے ہیں۔

ہیں نے پاکستان کے دانشوروں محققوں مورخوں اور ناقدوں کو وقت کے حیدر عالم اور اسکی نہایت دقیق اور وسیع علمی جذبات سے متعارف کرادیا ہے۔ اب ان حضرات کا یہ ہے کہ ساہن پال شریف پہنچکر ان ذخائر علیہ کو دیکھیں اور ان پر تحقیقی و تنقیدی کام کریں پنجاب یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد کو خصوصاً اس طرف توجہ مبذول کرنی چاہیے۔

حکیم محمد موسیٰ امرتسری

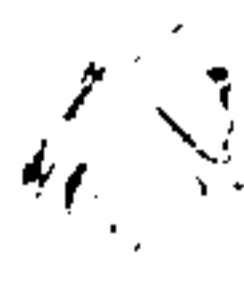


منقول از احوال و آثار شرافت نوشاہی  
مؤلفہ محمد اقبال مجددی مطبوعہ لاہور ۱۹۶۱ء





## کلیات حضرت نوشہ اردو



جمع و تدوین

سید شرافت نوشاھی

حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ ف ۱۰۶۳ء کا اردو اس وقت تک پنجاب میں اردو نظم کا اس سے قدیم کوئی دیوان دستیاب نہیں ہے شک اس کلیات کی اشاعت سے اردو ادب کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوگا۔

عنقریب اشاعت پذیر ہوگا

میلے کا پتہ :

دارالمورخین - گیلانی سٹریٹ مجدی محلہ - لاہو

3000 ft. 914 m.  
 2000 ft. 610 m.  
 1500 ft. 457 m.  
 1000 ft. 305 m.  
 500 ft. 152 m.  
 300 ft. 91 m.  
 200 ft. 61 m.  
 150 ft. 46 m.  
 100 ft. 30 m.

### CONVERSION OF ELEVATIONS

FEET	METRES	FEET	METRES
1000	305	10000	3048
900	274	9000	2743
800	244	8000	2438
700	213	7000	2134
600	183	6000	1829
500	152	5000	1524
400	122	4000	1219
300	91	3000	914
200	61	2000	610
150	46	1500	457
100	30	1000	305

